

تسلی

امم اے راحت

ماش پروہا
القیاری



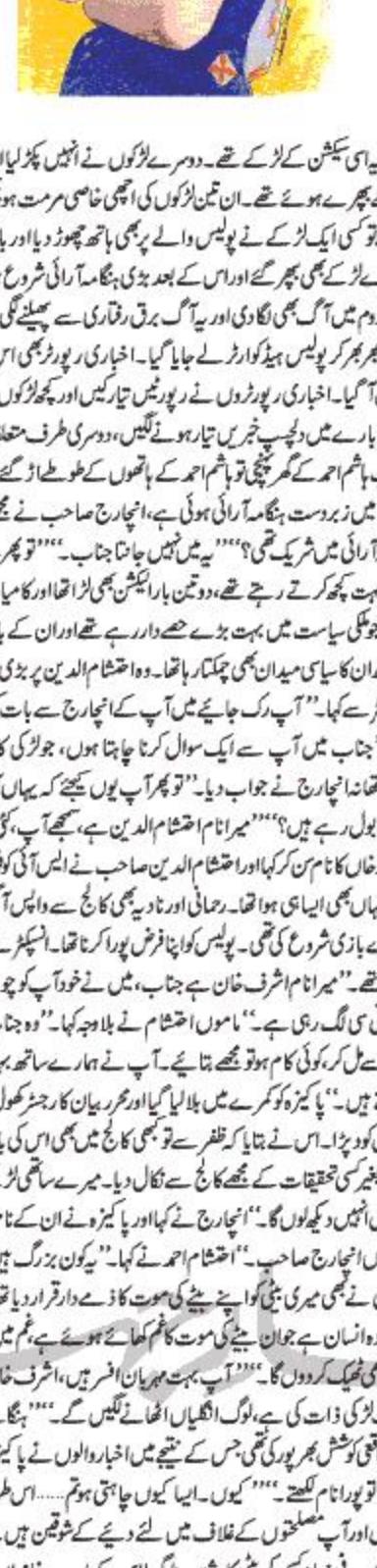
تیں تھدیں نروی ہے کہ ہر ادا، بہت اچھا ہے، سارے لوگ بہت اچھے ہیں۔ ”میں ہوئی اسی لفڑیں جلا ہوں، ان۔“ میں ہوئی اسی لفڑیں جلا ہوں پر۔ ”تائیے پھر اخیری خالہ سے کیا کہوں؟“ ایک بار پھر ان لوگوں کو تکلیف دی جائے۔ ”بالیں، میں اس گھر اس کو تابھے سے نہیں لکھا چاہتا۔“ ایک خوف ہے۔ ”کیا؟“ پاکیزہ جس مراج کی ماں کیل کر رکھیں۔ ”بایا مجھے ڈالنے لگا۔“ ”یار چوڑا ان بالوں کو ڈالنے لگا ہے، اولاد دے ہماری، چاہو تو اس سے تدرکہ کرے بات کی گئی، انہوں نے عظیم احمد کے گھر نے میں بات کی اور طے یہ ہوا کہ اگلے اتوار کو عظیم احمد ایک بار پھر ہاشم احمد کا ملا جاتا ہے۔ زیادہ دوچھی نہیں رکھتی تھی اس نے آج تک نہیں پوچھا تھا کہ وہ لوگ کس مقصد کے لئے آئے تھے، وہ اٹھا کر شر اس کے پارے میں چمگوئیاں ہوتی رہتی تھیں۔ لڑکے اور لڑکوں کا خیال تھا کہ وہ ایک بیگ و غریب شخصیت ہے، کسی بھروسہ اپنی زبان سے بھی رکھیں ہے۔ یہ بات اپنی جگہ تھی لیکن قدر کی موت رنگ لائی۔ ہر طرح کے لائے کیاں ہوتی رہتی تھیں اس کا سال قفر کے والدین کو محلہ ہوئی تو وہ پھر گئے، جس نے پہ بات انہیں بتائی تھی اس نے یہی کہہ دیا تھا کہ اس کا سال کا۔ میں اس بات کو ایک معمولی سماحدار کیے بھکر کا ہوں۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ قفر کو باقاعدہ جمل میں کوئی نہ کرے ہتا ہوں اسے میرے بیٹے سے کیا داشتی تھی۔ آپ سب لوگ اس حادثے کے ذمے دار ہیں۔ ”مظفر صاحب، بے بھاگ بالوں پر غور کر لیجئے۔“ پہلی بات تو یہ کہ یہ پہنچ کاچ کی طرف سے منعقد نہیں کی گئی تھی۔ اس میں کاچ اضاف کا ایک بیٹھ تھا۔ وہاں جو کچھ ہوا ہیں اس کے پارے میں کوئی تفصیل نہیں معلوم اور سہی کوئی تحقیق ہم لوگوں نے کی۔ اس کی بھل ٹھوٹ نہیں ہیں، میں کیا کروں یہ بتائیے؟“ میں نے عرض کیا تاکہ آپ کے دکھ اور فرم میں ہم برادر کے شریک ہیں۔ بے ایک بیٹھ کیتھا جاتا ہے۔ ”یکاٹھ ہے جتاب، آپ کے کہنے سے، ہم کوئی عمل نہیں کر سکتے، آپ شدت جوش و جذبات میں کوئی کرت نہیں کر سکتے۔ ہاں آپ ہمارے آفس سے اس لڑکی کے گھر کا پولے سکتے ہیں، بس میں اتنا ہی کر سکتا ہوں آپ کے دکھ اور کہا۔“ ان صاحب کو افس لے جاؤ۔ مخصوص سے کوکو انہیں پاکیزہ کے گھر کا پولے دے دے۔ ”پول کی بہر حال ایک بیٹھ کے تجھے میں پہنچ لئے آئیں زیادہ اہمیت نہیں دی اور ایک اردوی کے ساتھ آٹھ سی بیچ دیا تاہم وہ تشویش کا ہمارا ضرور وہ اس میں اپنی کے کچھ و اقتات معلوم ہوئے۔ یہ واقعات پہلے بھی ان کے علم میں تھے، مگر انہوں نے انہیں اس نگاہ سے نہیں پہنچ دی۔ ”میں نہیں سمجھتا جناب، وہ ایک خوبصورت اور جوان لڑکی ہے، آپ کو علم سے کہا جکل کے دل پھیک لے کر ضرورتے ہیں۔ وہ اور خوفناک تباہ اخانتے ہیں۔ موڑ سائیکل کے ایک پیپر پر سفر کرنا ان کی عادت بن چکا ہے۔ کتنی جائش بے بڑی بات ہے کہ جیسا آپ نے مظفر صاحب کے پارے میں سفر مایا تو ان سے کہنے کرایے دیوے چار گواہ تھاں کر دے کے کہیں کہ میں کاچ کی اپر کی مزعل پر جا کر چھلانگ لگا دوں تو کیا یہ مری اپنی کوئی عقل نہیں ہے، پاکیزہ نے اسے دھکہ دی۔ ”میں کہاں کردار ادا جائے۔“ تھیک ہے یہ ساری باتیں اپنی جگہ ہیں، پھر بھی پاکیزہ کو ارنک دینی ہوگی، اس پر نگاہ رکھنی ہوگی۔

تیرے والد ہیں۔ میں بالا کی بھتھت۔ احمد رانے پوئے۔ نیا اپ واس پاتا ہم پہنچ راپ پی بینی سردو پ۔ میرے گھر آکر آپ یہ فضول باتیں مجھے کر رہے ہیں۔ کیا بخوبی ہے ہیں آپ۔ میں کوئی لاوارث یا بدی اوناریں۔ میں اس بیٹے کا باپ ہوں جو آپ کی بینی کے حکم پر جیل میں ڈوب کر مر گیا ہے۔ ”اگر یہ بات ہے تو مجھے فوسن 2723 تھی پہنچتی تیری شروع کوئی۔ میرے علم میں کچھ بھی نہیں ہے۔ ””میں بالا آپ کے علم میں کیوں ہو گئے؟“ ”ریکھ پ جو بندی تیری کے جا رہے ہیں۔“ دلوں لاکوں میں سے ایک نے کہا۔ ”نجوں لوہا ہو سکتا ہے ہمارے درمیان بات شرافت اس سے بچ سکتا ہوں۔“ ”ارے چھوڑ یے، مر گئے تھے یاں کاتے والے۔“ دوسرا نے دو جوان نے کہا۔ ”رُک جاؤ، احمد رانج کے لائے کارکنیاں پہنچ پر گئے تھے، ان میں آپ کی بینی بھی تھی۔“ ”میں بالا علم ہے اور یہ بھی علم ہوا ہے مجھے کہ اس پہنچ پوں لگانا چاہیے ہیں۔“ جواب میں ہاشم احمد کو پوری تفصیل بتائی گئی تو ہاشم احمد نے گورن بلاتے ہوئے کہا۔ ”آپ اپیں احباب۔ میری بیگنے اپ کے کیے کو دھکا تو نہیں دیتا، فرش بکھے اگر اس نے کسی دوست کی مشیت سے یہ پوچھ گئی تھی۔“

لے کر رانچ روم میں آگئے۔ مظفر احمد نے پاکزہ کو دھکا اور ان کے ساتھ آنے والے دونوں جوان لاکوں نے بھی، بڑے کے سوں تک جیسے مظفر کو بھتھتی رہی، پھر اس نے کہا۔ ”جیل میں ڈوب کر، انہیں شاید تین بیس آٹا تھا، وہ دوڑ کر جیل میں درجا ہوا۔“ میری تو ظفر نے کوئی ہش اسکی بینی تھی، اچاک ہی دوڑتے تھے اور جیل میں کوڈ گئے تھے۔ باں اغاضہ تکیوں کوہرہ ہے بیس انکل، ہم لوگ توان کے لئے بہت ہی غرور ہے تھے۔ ”پاکزہ کا حصہ اور سب سے بڑی بات، مجھے یہ چلا ہے کہ جیل میں کوئے کے لئے تمنے اسی تھا۔“ انکل اس نے بتائی ہے یہ بات آپ کو؟“ ”تم اس قدر مصروف ہوئیں لوگی، جتنی تھی تھی، مان لجئے جا کر لیت جائیے، مان لجئے جمی بھری بات پڑیں آپ کا احسان ناولوں گی۔“ ”تم اس قدر مصروف ہوئیں لوگی، جتنی تھی تھی، میرے بھی کوئی میں کوئے پر اسکا لیتھا تو میں آپ پر مقدمہ قائم کروں گا۔“ ”محک ہے، ہم آپ کی جزا دی نے میرے بھی کوئی میں کوئے پر اسکا لیتھا تو میں آپ پر مقدمہ قائم کروں گا۔“ ”محک ہے، ہم آپ کی جواہوں سے کہا جو کوئی باندھے پا کیزہ کو دیکھ رہے تھے۔ وہ چوک کر انھوں نے ہوئے اور مظفر احمد تھیر کی سلام دعا کے با کن کی تھیں۔ بستر کو روشنی بدل رہے تھے۔ سعدیہ نیکم نے محسوں کیا اور انھوں کو بینچے گئیں۔ ”خندقیں آری؟“ ”باں۔“



وہ رہا تو دوسروں میں وہ بھی مل گئی۔ جوں سے اپنی تجارتی میں پڑھتے ہیں، پڑھتے ہیں ایک کامیاب چال چلتی۔ یہاں آتے ہوئے اس کے ذمہ میں سچھ اور اسی درسرے مخصوصے پر عمل کرتی۔ وہ اصل میں پہلی صاحب سے ملاقات کرنے لوگ آگئے تو اس نے اپنا مخصوصہ تجدیل کر دیا۔ لذکوں کی اس بیان دہانی کے بعد احتجاج کا پروگرام ہنا جائے گا۔ ”جھٹے آپ لوگوں پر بھروسے ہے، آپ جو کچھ اپنا بیان سے کہتا۔ بڑی قدرتی ہی بات ہے، کوئی حسین لڑکی یا کوئی بہت ہی کرنے کی کوشش کرے تو اس کام میں اسے کوئی وقت نہیں ہوتی۔ پاکیزہ ایک کریتی قیمتی درسرے دن بربی طرح پھر ہڑکتی۔ لذکوں نے کافی آتے ہی پہنچا مدد حصہ۔ پہلی کے خلاف فخرے لگائے جا رہے تھے، وہ کہہ رہے تھے کہ پاکیزہ نے ہے، خلط ہے پہلے صاحب تماں کر کس نے الارام لگایا ہے کہ پاکیزہ نے سے باہر گل آئے اور لذکوں کی اس پہنچا مدد آرائی کو دیکھنے لگے، پھر انہوں نے لوگ؟“ ”سر آپ نے بالکل غلط فیصلہ کیا ہے۔ پاکیزہ کا مستحق آپ جاہ نہیں مجھے اس طرح روکیں گے۔“ سر پاکیزہ کو واہیں پلاجیے، اسے باعزمت پکھے۔ ”اے لڑکا، کہ کہنا ہے؟“ سر پاکیزہ کو واہیں پلاجیے۔



بے۔ اپ توں کے ہے سے، اس نہماں راہی سے در در۔ سراپ ایک پھرے ہوئے تو جوان نے کہا۔ ”کیام گھج زبان استعمال کر رہے ہو؟“ میں کوئے کے واقعے میں پا کیزہ کا ہاتھ ہے۔ ”آپ ہی میں سے کچھ لوگوں لجھے جوہیں۔“ پرچل صاحب نے بجا کئی جوشن میں آکر ان لاکوں کی طرف میں مارنا شروع کر دیا۔ انہوں نے انہیں مار مار کر کافی رُنگی کرو دیا تو کالج کے عمدے کوں۔ ان کے سارے جسم کے مختلف حصوں سے خون بہردا تھا۔ لیاس پھٹ گئے تھے۔ بہت زیادہ بڑھی۔ واڑیں پر پولیس کی زیرین فری کو طلب کر لیا گیا اور انہوں نے پولیس پر بھرا دیا گیا۔ بہت سے پولیس والے رُنگی ہو گئے اور بہت سے لارکے، اس اتنا شدید ہوا کہ اس کی تو قونینیں کی جا سکتی تھیں۔ کالج کی عمارت کوں اتنا قالم علاقی روان آگئے تھے اور تعمیلات معلوم کرتے پھر رہے تھے۔ بھلا تعمیلات کہاں جھیٹیں جائے کہ سماں کیزے کوئے کرتے تھے۔ پرچل صاحب کے لئے اتنا شدید رُنگی جسیں پا کیزہ کے بارے میں ساری تعمیلات بتا دیں۔ پرچل صاحب کے لئے تو انہیں شہری نے کامیاب نے اپنے کچھ تھوڑے دیا اور انہیں ہدایت پلٹکرنے پا کیزہ کے بارے میں والی کیا۔ ”کیا اس پا کیزہ سینی روحتی ہیں؟“ جا ہے کہ مس پا کیزہ کوئے کرتے تھے آجائیں۔“ ماموں احشام الدین نے تیوریاں اپنے اخراج صاحب نے مس پا کیزہ کوئے تھے طلب کیا ہے۔ ”میں بات کرتا ہوں ہوئے تھے۔ پڑے تو رسالت تھاتا تھے ان کے۔ خاص طور سے ایک بہت بڑی میں یہ بات طے شدہ تھی کہ وہ جب بھی مظہر عالم پر آئے انہوں نے فتوحات کے لئے تیوار رکھتے تھے اور احشام الدین جانتے تھے کہ ان کا نام مظہر عالم اپنے جانے تو بھلاکوں، بلکہ آئیے تو راہبر طالیے اپنے تھاۓ کا۔“ ایس آئی مرغوب ہو گیا تھا۔ ماموں کے ہنگاموں میں شریک ہی نہیں تھیں، آپ اسے کیوں تھے طلب کرنا چاہئے کس کا بیان لے لجھے، میں آپ کو مشیر احمد خاں صاحب کا خوال دے سکتا ہوں، اگر لیکن بھی جیت کا ہوں اور اعلیٰ عہدوں پر رہ چکا ہوں۔ ”محیک ہے، ہم گھر بری دیا۔ ایس آئی مٹھمن ہو کر چلا گیا تھا، لیکن گھر میں شدید سختی پر ہو گئی تھی۔ میں ان سے دہاں کے حالات کے بارے میں پوچھا گیا تو یہ بات لکھرم ہو گئی کہ پور توغاون کیا تھا۔ شریف آدمی سادہ لباس میں اپنے عمل کے کچھ فراو کے ساتھ آیا۔ اس شریف احمد خاں کے پاس دیکھا ہے۔ ایک بار جو نیں میں بھی آپ سے طاقتات ہوئی تھیں تو چھوڑی صاحب کی ریعت میں سے ہیں، ابھی کی زمینوں پر بہنے والے ہیں،“ میری کی ہے۔“ احشام نے کہا۔ ”خادم ہیں جتاب آپ کے۔ کام تناہی ہے میں،“ دو بدمعاشوں کوئے کرائے تھے، یہاں آپ کے گھر۔“ میں!“ فوراً اس کر رہا ہے۔ ”دیوار پر کوئی بات کی؟“ نہیں، پھر تو نہیں کی۔ ”محیک ہے۔“ میں کام اور کرسی اور گھنک ہو گئے۔ ”حکم کریں جتاب۔“ افرانے خریں تو اخباروں پر ضرور چھا جیں گے۔ جن لوگوں سے میری وہ تی ہے ان سے حرف ”پ“ کے لامبا تھا لیکن پا کیزہ اس ”پ“ کو پڑھ کر بہت برا فروخت ہوئی تھی۔ نام اچھلاتے ہے بدنائی ہوئی ہے۔ ”میں اختلاف ہے مجھے آپ لوگوں سے۔ ہم تھیں کوئی تصور تھا جو میری بدنائی ہوئی۔“ تم نہیں بھسٹیں ہی۔ لوگ پڑے تھیں ہوتے صاحن ہوتا ہے۔ کل اسی تھمارے رشتے کے سطھ میں عظیم احمد ارے ہے۔ اگر اخبارے ہیں؟“ احشام الدین نے پا کیزہ کے لجھ میں چھپی ہوئی غربت کو محسوس نہیں کیا جائے۔ پا کیزہ کو خاص طور سے گھر پر بہنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اس کے لیے لباس خاص طور سے مہماں جان نے اسے سمجھا تھا۔ ”وکھوا کیزہ اچھیں بہت اچھی طرح دل میں اتر جاؤ۔“ آپ پر فکر ہیں مہماں جان! میں اس طرح ان کے دل میں پورا لیقین ہے اور پھر ان کی جگہ کوئی بات پر کوئی اعتراض کر سکیں، دیکھتے ہی تو اسکی خوبصورت کارا کار کر کی تو استقبال کرنے والوں میں بھی شامل تھے۔ رحمانی اور احشام صاحب، آپ کیا ہو رہے؟“ آئے تعریف لائے، آپ سے مل کر بڑی

نوشیدن میں آپ کی شوہر بھی چاہتے ہیں۔ ”ظیم احمد نے کہا۔“ کیوں نہیں۔ ہم افرق تھائیون میں۔ شریعت کی بارچر نگاہوں سے پاکیزہ کو دیکھ پکھا تھا۔ ماموں، کا سلسلہ پکھ جائے وغیرہ کے بعد شروع ہوگا۔ جاوہ رحمانی، نادیہ چائے کا انتظام۔ ”تو آپ کی سیاست کیسی جاہی ہے؟“ ”اصل میں، میں شمشیر احمد خاں صاحب س ہوں، اللہ کا دیا سب کچھ ہے، ہاں خال صاحب اگر کچھ کہیں تو درستی بات ہے، یعنی جس کی وجہ سے کچھ سیاسی و پیغمبریاں رہنما ہوئے کا عذر ہے۔“ ایک بات، لیکن وہ صرف ایک یہ ہے کہ اور زیر اعلیٰ کے عمدے پر قائم ہے ہیں اور اس کے بعد تو ہے زمیندار ہیں کہ ان کی نکر کے کچھ ای لوگ تھیں گے۔ زندہ دل اور باذوق آدمی۔ آج فیصل کن باتیں کی ہوئی تھیں جو پیغمبر احمد نے کافی تکلف کیا تھا۔ ماموں بھی دیا ہے، یہ کیا بات ہوئی، اتنا تکلف؟“ ”میں بھائی آپ کی محبت ہے، آپ یہاں تک کیا، لیکن کی وجہ سے، چنانچہ ہاٹھکل ہو گا، یہ ہماری اکلوتی ہے، میں جنمیں اگر ہے ہیں یہ ہماری۔“ احتشام الدین نے پاکیزہ کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ رحمانی اور بے قلک۔ لیکن میں چاہر باؤں کو دقیق تو سیست نہ اختیار کی جائے، بچوں کے وڑی ای ازاوی تو بچوں کو بھی ہوئی چاہئے جو بہت سے گمراوں میں نہیں ہے۔“

آپ تک پہنچا دی تھی، وہ اصل میں بس پاکیزہ بیٹی دل کو بھاگی۔ پیغمبر امام الشاشکی بھی درخواست کرتا چاہتے ہیں کہ پاکیزہ بیٹی کے لئے شریعت کا شریعت منور کر لیں، ہم پر، بعد میں پھر بچوں کا نہ آتا ہے، رحمانی سب سے بڑی بیٹی ہے اور۔۔۔“ پاکیزہ ہے، بچوں کے بچے اور بچوں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا۔ پاکیزہ میں اچھیں یہاں جس قدر ہے ماں باؤں صاحب؟“ پاکیزہ نے اپنے گھر والوں سے پوچھنے کے بعد احتشام دل میں ہے میرے خیال میں بولنا تازیہ مناسب ہے۔“ یہ شریعت ہیں۔“ پاکیزہ نے تھا اس لئے ہوئے اس لئے۔ ہاں یہ شریعت ہے اور یہ کیا۔ شریعت بطلیں جھانکنے کا ہمارا ہرستے ہے بولا۔ ”میں۔“ آپ رشتہ کرنے سے ماں پاپ نے آپ کو موجودہ وقت کی ابھیں جاتائی اور کہا کہ جمارے معاشرے پر اور بچوں کے رشتے کے جاتے ہیں۔ کیا آپ کو اس بات کا اندازہ ہے کہ بڑی چیزے۔“ پھر دو والدین سے خاطب ہو کر بولی۔ ”ظیم احمد صاحب اور محترم آپ کیا کوئی کیا بتاتا جس طرح گھنٹو کا آغاز ہوا تھا اس نے سب کو ایک دوسرے کا چہرہ بولنے کی بوکش کی۔ ”بیٹی، پسند کوئی تھا اس میں وجہ نہیں ہوتی۔“ جھوٹ پول بچل اس سوال پر کچھ درود تو بھوچکراہ، بھرا لکٹے ہوئے لبھ میں بولا۔ ”اندھا گلہ“ می۔۔۔ تھی ہاں اور کارہ بارہ بھی ہے۔“ پیچاں لاکھ تو اس دور میں کچھ نہیں ہیں جن کی بنا پر آپ کی پسند کی کوئی اہمیت ہو، بنے میں اپنے لئے تو کیا آپ کو اپنی بیٹی، بیٹیں نہیں ہے۔“ سمجھ رہو ہیں، شکریہ یا شام صاحب۔ یہ سب پری پالائی تھا یا تو تمیزی کر رہی ہو، دماغ خراب ہو گیا ہے کیا۔ معاشر انگوں لوگوں سے۔“ دماغ نیز سے بات کروں۔ تھوکتی ہوں میں ان لوگوں پر۔۔۔“ پاکیزہ تجزیہ قدموں سے ہوا تو شریعت نام نہیں ہے۔“ میں نے شریعت کا کان میں سرگوشی کی۔“ یار کمال علی، صوفی یہ گم اور ظیم احمدی کیفیت کا اندازہ نہیں ہو رہا تھا، احتشام الدین اور ان کی پسند تھیں، اس پر بچی اچھی لگی تھی لیکن اب ہمیں اجادت دیجئے۔ آپ کے گھر میں ہوتا پڑتا ہے۔ اگر شروع ہی سے اولاد کی صحیح تربیت کر لی جائے تو یہ دن نہیں دیکھتا کی اور پاکیزہ کے کمرے کی طرف جل پڑے۔ ان کا چہرہ الگارہ ہو رہا تھا۔ ”ہوش تھیں گزاری ہے اس کی وجہ سے، آج فیصل کروں گا۔“ پاگل ہو گئے ہو کیا؟“ پاگل اس کے کمرے کے دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازہ مصروف اور اندر سے

۱۰۷

لئے تو اس وقت اپنی خوشنامی کا خاتمہ میں، آپ اس طرح.....”بیخوار کسی ملازم کو بلا دا اور کو مدد کی چاٹے بنائے، ویسے بجا بھی کے ہاتھ کی بنائی ہیں۔ ان سے کہو کہ چاٹے کے ساتھ بھی کچھ دین یا بول گل رہی ہے۔“ احتشام الدین ”بھی، ملازم کو بلا دا اور سے ہدایت کرو۔“ احتشام الدین فلی ہو کر رک گئے تھے۔ مجھ نہیں تھے اپنے ملازم کو بلا دا اور سے ہدایت دی۔ ملازم ادب سے گردان خم کر کے چلا گیا تھا۔ شمشیر احمد خاں کہنے لگے۔“ محل میں تمہارے پاس میری امداد ضروری تھی، کچھ بھی اسی خیالیہ اوضوری پاٹیں کرنی ہیں تم سے۔“ میں حاضر ہوں۔“ اس بار کچھ یا معمالت ہیں جن میں سمجھیں میرا ایک فرق بنتا پڑے گا۔“ آپ کافر قبیل اور میں“ سخت رہو یا۔ تم بات جانتے ہو کہ مجھے ایکشن میں اپنی پارٹی کے لئے بھرپور کام کرنا پڑے گا۔“ وہ تو غبار ہے۔“ احتشام الدین صاحب نے کہا۔“ اور صحیح میرے مقابلے کا ساتھ دھنپاڑے گا۔“ ہی؟““ جیران شہر، پوری باتون لو اوس کے بعد جرمیں کا مقابلہ چاہے اپنے اہمیت کر لیں۔“ شمشیر احمد خاں نے ہاتھا گرا کر کہا۔“ راؤ فتح راحمیرے علاقے سے ایکشن میں کھڑے ہو رہے ہیں۔“ ہی مجھے معلوم ہے، پرانا فیصلہ بھی تھا۔“ اس کے مقابلے ایک اوپر حصہ رانا جبار کھڑا اور ہے۔“ رانا جبار وہ“ ہاں وہی رانا جبار، اکیلا رانا جبار ہی تو تھے جو راؤ فتح رکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑا ہو سکتا ہے۔ ورنہ کسی اور کی جمال کیا۔“ آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے سے کیا ہوتا ہے خاں صاحب، بھلا کپاں رانا جبار اور کپاں رانا جبار اور پھر جباری۔“ رانا جبار

لوبے جو راد افشاری احمدوں میں احمدیں ڈال کر احمدیاں رانا جبار اور پہاڑ راد افشاری اور پھر جباری۔ رانا جبار ہماری خالق پارٹی کا بنہے ہے، لیکن راد افشار احمد کے مقابلے میں اسے کامیاب ہونا چاہئے۔ ”شیخ احمد خال کی بات سن کر احشام الدین کا منہجہ حیرت سے کھلے کھلا رہ گیا۔“ ہاں، ایسا ہی ہوتا ہے، اب تم کہو؟“ لیکن سرداً افشار احمد تو ہماری پارٹی کے آدمی ہیں اور انہیں برسر اقتدار لانا ہماری ذمے داری ہے۔ پارٹی کی حیثیت سے بھی اور.....“ کہہ چکے، اب سنو، دیکھو یہ دنیا ہے اور یہ سیاست ہے، راد افشار احمد خوکو بہت آگے کی چیز سمجھے چکا ہے، بعض معاملات میں وہ سبیرے سامنے ہی تک کھڑا ہو جاتا ہے اور تم یہ بات جانتے ہو کہ مجھے تنے ہو لوگ پندت نہیں ہیں۔ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس علاقے میں اس کے بغیر پارٹی بالکل ناکارہ ہے، لیکن تم یہ سمجھو لا کر اسکی بات نہیں ہے، ان علاقوں میں صرف شیخ احمد خال کی حکومت ہے اور لوگ شیخ احمد خال کو باوجوہ ہی بازدھا گزینیں کرتے، رانا جبار ایش جیتے گا راد افشار کو کھلت ہو گی، اس کے کثی فلکام ہیں، جن کا قوش لے لیا گیا ہے اور اس طبقے میں اسے شوکاز گنجی دیا گیا ہے، لیکن کئی ایسے معاملات ہیں جن کا اس نے جو بھی دیا پسند نہیں کیا، اسے پارٹی سے نکال دیا جائے گا۔ بے شک دو اپریشن کی گودیں جانچھے گا لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا، اپنے علاقوں میں اسے بالکل ہی دوکوڑی کا کر کے رکھوں گا، رانا جبار جو ہماری پارٹی کاخت ترین خالق ہے، میرے اشارے پر یہ ایش جیتے گا جبکہ اس بات کا پورا پورا یقین ہے کہ راد افشار کے مقابلے میں جیتنے کے وں فائدے چاہس بھی نہیں ہیں، لیکن وہ جیتے گا اور پارٹی کی حق میں آزاد اخانے پر بجور کروں گا تو پارٹی میں میری غرست اور وقعت اور بڑھ جائے گی، ایک خالق کو آسانی سے پارٹی میں لے آنا آسان بات نہیں ہے، جو اس کا نتیجہ ہے، رانا جبار ایش جاگر، کہا کچھ ای اخاطر، جو ایک تم سے دیکھا جو ہماگی، گے اسے تیرنا جانا کو روکی طرف جس سوڑک کو گے تھا سارا جو ہماگی، گے، اسے سارا جو افراد کو اصل باتیں تباہ کرنے

ہوئی، راتا جبار آتے گا، کیا سمجھیں۔ اس طرح ایک تیر سے دو گلار جبار کو پوری طرح سپورٹ کرو گے، تمباڑی پر کام کرے گا، ان میں سے پانچ افراد کو مصل بات بتا دیجئے، باقی کو نہیں۔ ان پانچوں کے نام میں تمہیں دیجئے دیتا ہوں، سپانچوں قابل اختداد ہیں اور ان کی ذمے داری میں قبول کرتا ہوں، حالانکہ آؤ تمہارے ہیں۔ ”شیخ احمد خاں نے کہا۔ احتشام الدین سیاست داں ضرور تھے مکن بد کردار نہیں تھے، اس طرح کی اختلاف انہوں نے کمی نہیں کی تھی۔ خود بھی کیا بھی تھا، لیکن وہ صرف ایکشان ہوتے کے شوق تھے۔ محمد نے قول نہیں کئے تھے، لیکن اس کے باوجود اپنا تائی عنزت اور تیک ناہی ان کے ہے میں آئی تھی اور وہ ایک محترم فحیثت بھی جاتے تھے۔ ہر حال یہ جوڑ تو سیاست کا حصہ ہوتے ہیں، شیخ احمد خاں انہیں تمام ترقار مولانا سمجھاتے رہے اس دوران چاہے آئی تھی۔ چاہے کی چکیاں بھی چل رہی تھیں۔ جب ”کنٹونمنٹ“ ہو گئی تو احتشام الدین نے نیاز مندی سے کہا۔ ”کھاتے کی تیاری کا کبھی دیتا ہوں، آپ کل تھیں یہاں سے روانہ ہوں، رات ہو گئی ہے۔“ کہاں کی بات کر رہے ہو دوست، بھالا ہم یہی صرف لوگوں کا ایک رات بے مقدمہ گزارنے کی مہلت کہاں ہوئی سے نیاز مندی سے نہیں۔ ”چلو بھر کبھی خوش ہو لینا، ذرا ان پنچاگوں سے نہیں۔“ اس کے بعد چار پانچ سال کی آزادی ہوئی ہے، اصل میں بات وہی ہے جو اسے بندے ہمارے بندے ہماری ضرورت کی تھیں۔ ہمیں کیا ضرورت ان پنچاگوں میں پڑنے کی، ہمارے میرے لڑتے ہیں، اس انتہائی کافی ہوتا ہے جو اسے لے۔ ہمے لگتے ہو نا، میرے کون ہوتے ہیں اور بساط کے کبجے ہیں، میں جھیں بساط کا بندہ سمجھتا ہوں میرہ نہیں، بات کھٹھیں آئی ہے۔“ احتشام الدین نے نیاز مندی سے گردن جھکاتے ہوئے کہا۔ ”سمجھتا ہوں خال صاحب اور اس میا پر فخر کرنا کہ کسی کو اپنے بساط کے کچھ بھاگ کر کے بھاگ کرنا۔“

دیکھا تھا تو میں نے احتشام سے کہا کہ یہ خاتون جواندرگی ہیں، کون ہیں، پڑھلا کر بھائی ہیں۔ میں نے کہا یعنی جنیں آتا، ذرا بلا کر ہم سے طلبے، بھائی کمال ہے، خاص طور سے مس پا کریں ہے ایجان کر بڑی خوشی ہوئی کہ آپ پڑھی لکھی خاتون ہیں۔ ”ٹھریر چتاب، اگر میں آپ سے یہ کہوں کر میرے ماموں جان کی دیوتا کی طرح آپ کی پوجا کرتے ہیں تو غلط نہیں ہوگا، یہ ان کا آپ سے لگا اور آپ کی عقیدت ہے کہ بغیر کچھے میں آپ سے پوری طرح واقف ہوں، ماموں جان نے اپنی محنت میں بہت پہلے آپ کا تعارف کرایا تھا۔ ”احتشام الدین میرے لئے بھائیوں سے زیادہ بڑھ کر ہیں، بہت خود پر بہت اچھے آدمی ہیں، مس پا کریں ہے آپ کے کیا مشاٹ ہیں؟ ”کچھ بھی نہیں، اب ایک طویل عرصے کے لئے ماموں جان کے پاس ہوں۔ ”مزید خوشی ہوئی، بھائی احتشام الدین، انہیں ہمارے ہاں کب لارہے ہیں؟ ”جب حکم ہو۔ ”یہ پڑے اپنے منیے چل رہے ہیں، میرا مطلب ہے اگست شروع ہوا ہے، اگرے اچھے ہی اچھے موس ہیں۔ آپ کسی وقت انہیں لے آئیے۔ ہماری زمیون کی سیر ہر کیلئے کوئی کیلئے، بلکہ میں اپنے کوئی کیلئے، کہ ان کے قدم ہماری زمیون پر پڑے تو ہماری اصلیں شامار ہو جائیں گی۔ ”احتشام الدین پہنچنے لگے، پاکیزہ مسکرا کر بولی۔ ”کاتتوں میں دیکھنے شیر صاحب، آپ خدا نے اچھا نہیں کہ دیکھنے والا آئیں ہاڑاپ کو دیکھ کر بار بار دیکھنے پر مجور ہو جاتا ہے، انکی غصتیں، انکی شامروں جا کر میں اسی کو تو نہیں ملتی۔ ”ٹھریر یا چھا اور احتشام صاحب، اب یہاں آپ کی ذیویتی میں بھی شاہو ہو گئی کہ آپ بی کوہاڑے گھر لاسکیں گے، بھیں ذرا پسلے سے اطلاع کر دیتے تھے کہ ہم اپنے آپ کو صرف فتوؤں سے باز رکھنے والی ہی رہا ایک کو تو نہیں ملتی۔ ”احتشام الدین نے پرستت لے لیں گے۔ احتشام الدین کے ذہن میں سراحت کر گیا تھا۔ ”ول تو یہ چاہتا ہے کہ ان خاتون سے بہت ہی باتیں کی جائیں، اصل

خیر تو پے کیا شمشیر احمد خال و وزارت دینے کی خوشخبری سن گئے؟“ تو یہ کرو جی تو یہ، وزارت اور ملش بابا، وہ جو کہتے ہیں تاکیا کہتے ہیں پڑھیں، بات اتنی ہے کہ میرے آگے پیچھے کون ہے، تاکوئی اولاد اور کوئی رشتہ نہ تھے دار، بن کوئی اللہ نے پیٹھیاں ہی پیٹھیاں دی ہیں، رخصت ہو کر اپنے گھر میں گی اور پھر جگہ بات پر ہے کہ ماں سے زیادہ جا ہے جامیکنی کہلائے، میں کتنی ہی محبت کروں ان لڑکوں سے بیٹھاں تو وہ امام احمدی کی بات ہوئی ہے جس نے میرے دل و دماغ خوشی سے مدد دیئے ہیں، حالانکہ یا یا یا مفر و ضم ہے لیکن کہا جاتا ہے تاکیاڑا نے والے قیامت کی نظر کہتے ہیں۔“

دار، بکن کوئی اللہ نے پیش کیا تھیں اور بھرپور بات یہ ہے کہ ماں سے زیادہ چاہے پہنچا گئی بہارے، میں تنی ہی محبت کروں ان لڑکوں سے پیش کیا تو وہ کام احمدی کی کہاں گی۔ میرا مطلب یہ تھا کہ وزارت کا مجھے کیا کرتا ہے، ویسے ہی میری اپنی حکومت میں بڑی صدوفیت رہتی ہے۔ ”انہوں نے مسکرا کر یوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔ ”اچھا جی اور جیسے ہم کچھ کرتے ہیں تھیں ہیں۔“ بابا جو کچھ کرتی ہیں آپ تھی کرتی ہیں، ہم تو یہ لطف کے امیدوار ہیں۔“ یار میں نے کہا ایک مفرض ہے، وقت سے پہلے زبان کو ہونا حافت، لیکن آپ کے سامنے کوئی ہرثیں نہیں ہے۔ شمشیر احمد خال صاحب جو بات کرنے آئے وہ بڑی سُنگی خیز تھی، لیکن ہر جاں وہ ایک خال سیاہی محاملہ ہے اور سیاست ہمیشہ سُنگی خیز ہوتی ہے لیکن ایک اور عمل بڑا پیچ رہا۔“ بابا کچھ تھا کہم تو اسکی۔“ بیوی نے اس تجھیس سے الجھ کر کہا۔ ”حضرت امشیش صاحب کو ہماری پاکستانیہ بہت پسند آتی ہے۔ مجھ سے کہہ کر گئے ہیں کہ بھی پاکیزہ کو کسی زمینوں پر لے کر آؤ، اس سے پہلے انہوں نے مجھے تک فہیں بلایا، کسی کام سے جانا ہوا تو درسری بات ہے۔ شمشیر صاحب کی زمینوں کے بارے میں تو تم جانتی ہی ہو، اپنے علاقے کی خصوصیات اور رخچنگی زمینیں ہیں اور بھر ان کے باتات رواتی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک خالی علاقے میں، انہوں نے کہہ گواہی زمین کو جنت نظر بنا دیا ہے۔“ ارے آپ تو قصیدہ کہنے پہنچ گئے، اصل بات تو بتائیے۔“ ان کی لٹاؤ لطف تو کچھ اور کہانی سنائی، پیشایا گئیں تھے تمہیں ان کا انعام یا رخال، شیوا رک میں ایک بہت بڑی گیئڑی کا چیف آئیسیر ہے۔ حالانکہ یہاں سب کچھ ہے شمشیر صاحب کی پاس، لیکن اپنے بھیں کو انہوں نے ہر طرح کی سیاست سے الگ رکھا ہے۔ احمد رخال کی والدہ چونکہ فوت ہو گئی ہیں، وہ مستقل خیوارک میں اسی رہتا ہے اور رہتا ہے اور لازمی بات ہے کہ شمشیر ناکر کے نام پر مذکور کیا گی، اسے مٹا دیا گی۔“ سکھان، کرمیا کو کہا گئی خوشی، اس کیست کو کہا تھا۔“ اسے مٹا دیا گئی شمشیر

مشیر خاں کو اپنے بیٹے کی شادی کی تکمیل ہو گئی اور وہ شایان شاہ رشتے کی علاش میں ہوں گے، میلان شاہ سے مراد یہ ہے کہ ان کے معیار کی کوئی غصیت اور یا کیزے کو اللہ تعالیٰ نے ہر طرح کی دولت سے نوازے ہے، آہا! گرشیش
صاحب کی طرح اس پندرہ جون کے سچھا ہمیری آزاد پوری ہو گائے، جو میں نے پا کیزہ کے پارے میں سوچا ہے، لئنی یہ کہ ہاشم احمد کو اس کے لئے ایک گھر علاش کرنے کی اطلاع دوں اور مگر بھی ایسا ہے من کر لیں گے اس کے مدد میں پانی آجائے۔ ”اللہ کی پناہ۔“ آپ نے تو شیخ کیل کو بھی مات کر دیا۔ ”کیوں؟“ ”لئے اونچے اونچے ہوائی قلعہ بناؤ لے۔“ ”بے وقوف ہوت۔“ گھر میں بیٹھ کر روفی ہاشم پا کا۔ حماری لگاہ کا پیچھا کھاں کر سکتی ہو۔ ”آپ کی لگاہ۔“ ”تو اور کیا۔“ ہوا، بھی تو ہوائی قلعے بنائے چیز، آخوندیا بھی ہے۔ ”چلے ٹھیک ہے۔ اشاپ کی خواہشون کو پورا کرے۔“

”سیک تو نہیں پڑے جل سکا۔“ بھی تھک۔ ”اٹلاں کیسے کیتے۔“ بس یوں بھگ جئے کچھ بندے ہیں میرے پاس، جو اس کی بھرپور تھیں۔ ان کا کہنا ہے کہ رانا بڑے فرخ سے کہتا ہے کہ اس بارہوں کوں پنچے چجادیے تو رانا نام نہیں۔ اسکی پالیسی تجارتی ہے کہ راؤ بھگی زندگی بھر پادر کے گا۔ ”ہوں..... آخراں لازر ہاں، کبڈی کھل کھل رہا۔“ آپ نے یہ بات خان صاحب کو تھا۔ ”میں۔“ ”میں کیوں۔؟“ ”خان صاحب کا مراجع جانتے ہیں آپ۔ میری تشویش کو اپنی تو ہیں۔ بھیں گے تاراض ہوا میں گے، اور وہ تاراض ہو گئے تو سمجھ لیا ڈوب گئی۔ ”میں تذکرہ کروں۔“ ”جیسا مناسب سمجھیں۔ میں نے بات کان میں ڈال دی ہے۔“ ”میک احتشام الدین سے ملے تھے لیکن احتشام الدین نے صاف محسوس کیا تھا کہ کمرے میں داخل اُنھیں جیسیں، جیسے تو قرہبے ہوں کہ احتشام الدین کے پیچے کوئی اور بھی ہوگا اور کوئی اور بھول میں خود سمجھ لگتے اور مسکراتے ہو گئے ہو۔“ آئیے احتشام صاحب، کیسے مراجع کی دعاویں کا سایہ ہے، اللہ کا فضل ہے، سب تھیک تھا۔“ ”یہ راؤ صاحب تو بڑی بڑی بکتوں والے انسان ہیں، کسی مسئلے میں ان کی شمولیت ہو جاتی ہے تو کبھیں کسی بڑا پار بڑا اُس کے بعد ایسا گز کر کے سمجھ لاتے۔“ ”میک۔“ ”کہا۔“

اکوئی ہے لہا۔ محیل ہے راؤ صاحب، بیرا خالی نے کام امور میں ہوئے ہوئے اپنے بھائی تری کو میتا ہیں، باقی کام احتشام صاحب تردد نہیں ہے۔ راؤ اچا راجہ، بھدار تھے فوراً کھڑے ہو گئے اجاتشی میں اور سلام دعا کر کے کل کیے۔ شمشیر احمد خاں نے غصیٰ بجا کرایک طالزم کو بلایا اور طالزم کے آئے پر پولے۔ ”راؤ صاحب کو احرام کسے سماں پہنچا تو۔“ حکم عالیٰ۔“ ملازم نے گزدن قمر کر کے کہا اور بارہ کل میا۔ ”جی احتشام صاحب کئے کہی رہی یہ میٹنگ۔“ ”لبایت مناسب۔“ ویسے خان صاحب، کچھ لوگ ایسے ہیں جو رانا جبار کی در پر وہ راؤ افرا کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ ”اچا کون ہیں وہ۔“ راؤ افرا کے یہ بات معلوم کرنا ہوئی وہ مجھے تارہ ہے تھے۔ احتشام الدین نے راؤ افرا کی راستے میں کی بھائی پاتش خان صاحب کو تاریں تو انہوں نے کہا۔ ”فکر نہ کریں آپ، مجھے پتے ہے کہ وہ اوتی کوں ہیں، وہ اٹھوٹے جائیں گے اور انہیں میں اپنی ذاتی محل میں قید کر دوں گا، آپ بالکل فکر نہ کروں اور کچھ۔“ ”خیس بس، محبت آپ کی دعائیں۔“ ارے ہاں اپنی بھائی کو تکلیں لائے کرے کراؤں، آچکل موسم بھی بڑا اچھا جول رہا ہے، لا لائیں گے۔ ”آپ کام ملاکر میں فراہمی جاؤں میں نقیل حکم کی اور حاضر ہو گیا، آپ جب حکم دیں دوبارہ حاضر ہو جاؤں۔“ ہاں میں سوچ رہا تھا انہیں اپنی زیبیوں کی سیر کراؤں، آچکل موسم بھی بڑا اچھا جول رہا ہے۔

خوبصورت سواری میں سوت پڑے ہوئے تھے۔ حصیت نو دیے تھے اسی خانداری۔ پچھا ایسا بنا تو سکھاری کیا تھا ابھوں نے اس وقت کہتے تھے ایسی لکھ رہے تھے۔ بہر حال سب لوگوں میں لے لئے اور بہار موجوں والوں سے تعارف کرنے لگے، ان میں ان کی تمیری ٹیکم جہاں آ رہی تھیں، جنہوں نے بڑے محبت محرے اندام میں احتشام الدین کی ٹیکم اور پا کیزہ کا استقبال کیا تھا۔ یہ تو بہت خوبصورت ہیں، کیا نام ہے ان کا؟“ جہاں آ رہا تھے پا کیزہ کو بیمار سے اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔ ”پا کیزہ۔“ واقعی، پا کیزہ اور نایاب، آئیے آپ لوگ۔“ بڑا احتشام کیا گیا تھا ان لوگوں کے اعزاز میں۔ وہ لوگ کافی محبت محسوس کر رہے تھے ان کے ساتھ۔ پھر وسری تفریحات کا آغاز ہو گیا۔ خال صاحب نے باقاعدہ پروگرام ترتیب دیے تھے اور خداوندوں کے ساتھ ساتھ پھر رہے تھے۔ پھر اس دن انہوں نے کہا۔ ”پا کیزہ اس آپ نے اب تک اپنی کسی خواہش کا اعلان نہ کیا، میں چاہتا ہوں کہ آپ پیچھا ایسا یادوگار وقت گزاریں، بس سیر اول چاہتا ہے کہ آپ کو بہت زیادہ خوش کر کے بہاں سے بیجوں۔“ میں تو آپ کی ظفر عنایت ہی تھی۔ بہت زیادہ خوش ہوں خال صاحب، کتنا بڑا اعزاز دیتا ہے آپ نے ہمیں۔“ ہمیں پا کیزہ والی باتیں ہیں ہے، آپ اس کی تاکل ہوں یا نہ ہوں میں اس بات کو دیتے ہیں اس بات کو دیتے ہیں کسان اپنی حصیت کے طبق ان اپنی پنچھی خود ہاتھیتے ہے۔ شاید آپ سیری بات پر بیقین کریں کہ آپ کی پنچھی اسی وقت بن گئی تھی جب آپ دیہاتی بس میں مجھے مکمل پار نظر آئی تھیں۔ خرچ چوڑیے، میں آپ کو اپنی زمینوں کی سیر کرانا چاہتا ہوں۔“ میں خوشی سے آپ کی پانچھیں قبول کرتی ہوں۔“ خال صاحب شاید کچھ اور کہتا چاہیے تھے لیکن ایسا لگتا تھا جیسے سوت کر کر پار رہے ہوں، پا کیزہ مکاری ہی تھی۔ خال صاحب نے احتشام الدین سے کہا۔ ”آپ ایسا کریں کہ نیاز ملی کے پاس چلتے جائیں، نیاز ملی اس وقت آپ کی ضرورت محسوس کر رہا ہے، آپ کھجور ہے میں نا مری سمات۔“ ”کہاں منٹا کچھ کھائیں، سے۔“ کہا منٹا کچھ کھائیں کہنا ہے اسے۔“ مجھے تا جو کوئی بیکار کرنا چاہیے۔“ اسے۔“ اسے۔“ کہا منٹا کچھ کھائیں کہنا ہے اسے۔“ کہا منٹا کچھ کھائیں کہنا ہے اسے۔“

بابات؟”¹ می خال صاحب آپ مجھے بتائیں کیا کہنا ہے اس سے؟“ کہنا سننا کچھ بھی ہے، ہم اپنے پروگرام پر بذریعہ عمل کرنا چاہتے ہیں، آپ یا یار علی کو پوری برہنگ دے دیں اور اس سے کہہ دیں کہ میں وقت آگئیا ہے اپنے کام کا آغاز کرو۔“ بھیر لے جائیے، میں درسری گاڑی استعمال کروں گا۔“ جیسا آپ کا حکم ہو، احتمام الدین نے ہمگمے کے کام کے ضروری کام سے جاری ہے ہیں۔ یہاں تکھوڑا اس وقت آرام سے گزاری۔ کسی جیکی پردازش کرنی جیسی، احتمام الدین پلٹ گئے تو شیر احمد خال نے یہودی اور احتمام الدین کی ٹیکم کے سامنے کہا۔ پاکیزہ اس وقت آرام سے بچے تیار ہو جانا، ہم لوگ زمینوں پر چل رہے ہیں۔“ پاکیزہ نے چونک کوئی گھاٹ خال صاحب نے کہا۔“ اگر چہیں اعتراض نہ ہو تو..... اصل میں احتمام الدین تو معروف ہو گئے ہیں، میں نے البتھ تکھوڑا اس وقت تکالیماں ہے اور جہاں آراء آپ بھائی صاحب کو کسی حکم کی کوئی پریشانی کا تکلیف نہ ہوئے ویں۔“ جہاں آراء نے گھری لگاؤں سے شور کو دیکھا، غالباً کلی یاری احساں ہوا کہ یہ زدایہ سیب ہی بات ہے، زمینوں پر جاہاں تھا تو تھن خاتمی کو ایک سماحت لے جیا جاتا۔ پاکیزہ کو تھا سماحت چل کی پیشکش یہی بھی بات تھی۔ اور ہر پاکیزہ نے خوشی سے یہ پیشکش قبول کر لی تھی، خال صاحب جو بات جائیں ہیں کہاں میں میں کیا کہاں تھی اور شاندار گاڑی میں پیش کر دیں پاکیزہ کو بہت لطف آرہا تھا میں خال صاحب کی قربت نے تجھے اس کے ذہن میں کیے کیے احاسات جگادیئے تھے اور وہ بہت زیادہ مسروقی اور اپنی اس خوشی کا اظہار بھر لے رہا تھے کہ

شہر، البتہ جیاں اراءتمند اور دوسرے میں کافی نتویں کا فکر ہو گی میں۔ شوہر کے مرحاج اور عادت سے وابس میں، خال صاحب کی تیری بیٹم میں۔ خال صاحب کی سکن پر کوئی نیا گھر طرح جاتی اور سچی میں اور انہیں کیک نہادے میں اسی خشنلاخن ہو گیا تھا کہ کہیں پا کیزہ ان کے لئے کوئی خطرناک کروارہ بن جائے۔ بہر حال دون تک زمینوں کی یادگاری اور خال صاحب کی قربت کے بعد پا کیزہ ان کے گھر واپس آگئی۔ جیاں آراء تینجیم کی گھری لگاؤ ہوئے اس کا جائزہ لیا۔ اختشام الدین کی تینجیم بہت زیادہ ذین ٹینیں میں، اختشام الدین نے جو الفاظ ان سے کہے تھے وہ انہی کی روشنی میں سب پکھو دیکھ رہی تھیں اور سو فیدان کا سیکی خیال تھا کہ خال صاحب نے پا کیزہ کو اپنی بہوتانے کے لئے پسند کیا ہے۔ جیاں آراء تینجیم نے کسی طرح کے خدے کا کوئی اطمینان ہوتے دیا تھا بلکہ اختشام الدین کی تینجیم سے وہ بہت اچھی طرح پیش آئی تھیں۔ بہر حال یہ لوگ بیجاں سے مرشراور خوش و خرم واپس لوئے، خال صاحب نے خصوصی توجہ کے ساتھ پا کیزہ کو رخصت کیا تھا اور رخصت کرتے وقت اختشام الدین سے کہا تھا۔ ”اختشام الدین اس وقت تو اس بیوں پکھو لوک ایک رکی ای ملاقات رہی، لیکن ذرا لیکش کے بعد بھگائے تھے جو جاں کیں تو پھر پکھو وقت ساتھ گزاریں گے، پچھنچی با تین کریں گے، کیا خیال ہے؟“ جو علم حضور، بدنه مکا غلام ہے۔ ”اختشام الدین نے کہا۔ خال صاحب نے پا کیزہ کو کافی تھا فکھی دیئے تھے اور اس کے بعد بھگائے تھے جو جاں کیں تو پھر پکھو وقت ساتھ گزاریں گے۔ پا کیزہ کے ذہن میں جملے کیا کیا خیالات تھے۔ لیکش کے پھگے شروع ہو چکے تھے، خال صاحب اس ووران چار بار آئے تھے جبکہ اس سے پہلے شاید ایک آدھ باری وہ اختشام الدین کے گھر آئے ہوں، ضرورت پڑنے پر اختشام الدین خود ان کے گھر جایا کرتے تھے۔ خال صاحب کی آمد کوئی اختشام الدین نے اسی نظر سے دیکھا جو ان کے اپنے ذہن میں تھی اور پھر اس وقت تو وہ بیکاری میں ملٹھنے صورت میں بیکاری کی بھت کرنے آئے۔ اسی مکالمہ اسی خیال پر ایسا لکھ کر بھت کرنے آئے۔

ہو گئے، جب انکی اطلاع میں کان کا بیٹا احمد یار خال ایک بھت کے اندر آئے تو والہے۔ خال صاحب جب بھی آتے خاص طور پر پاکیزہ سے ملاقات ضرور کرتے تھے، اس کے علاوہ وہ پاکیزہ کے لئے انجینئرنگی تھی تھا۔ اسی لاتے تھے۔ اس بارہوں اور ہیروں کا انجینئرنگی خواص صورت ہار پاکیزہ کے لئے لائے تو احتشام الدین نے دبی زبان سے کہا۔ ”یہے حد تھی ہے خال صاحب۔ آپ اسے دیے ہی بہت کچھ دے پچھلے ہیں۔“ ”تو پھر...؟“ خال صاحب نے ہمچوں چڑھا کر پوچھا۔ ”ہم جو کچھ اسے دے رہے ہیں اپنی تھیٹ کے مطابق ہی دے رہے ہیں، آپ کے ذیل میں ہم کسی کو کاتا تھیں پاکیزہ دے سکتے۔“ ”میرا یہ مطلب نہیں تھا۔“ احتشام الدین، کسی سے ہمارا براہ راست واسطہ ہو جائے تو ہم کسی دوسرے کی کہتی ہیں پسند نہیں کرتے۔ ”می۔“ احتشام الدین نے گروں جھکا دی۔ خال صاحب تو چلے گئے لیکن تجاویز کیوں آج احتشام الدین کے دوں میں پہنچتی کی ایک ایسا قصہ، رات کو انہوں نے نیگم کے کہا۔ ”آپ دیکھ رہی ہیں، خال صاحب نے ہم پر عطاوں کے اخبار لاد دیتے ہیں۔“ ”ہاں واقعی آج انہوں نے جوہا دیا دیتے ہو، بہت ہی تھی ہے لیکن فاہر ہے ہم انہیں بھکالاں کی حماقیں کا کیا جواب دے سکتے ہیں اور بھی احمد یار خال تو ان کے سب سے بڑے ہیں، سب سے بھی بھکم کی ایک گاہ، باقی دو یہیں سے بھی تشریف احمد خال کی اولادیں ہیں، غالباً تین یہیں اور دو میں۔“ ”ہاں، مگر صرف ایک بھی اور ایک بھی کو انہوں نے قول کیا ہے، باقی دو یہیں اور ایک بھی ان کی ماں میں لے کر چلی گئی ہیں اور خال صاحب نے انہیں اپنی خوشی سے ان کے حوالے کیا ہے، خاصی دولت اور جانداری دی ہیں انہیں۔ احمد یار خال کے علاوہ، اس ایک بھی اور ایک بھی اور ہے جوندن میں ریکٹیم ہیں۔ ان تیری بھکم سے بھی بھک ان کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے۔ خاہر ہے بڑے بیٹی کی تھیٹ سے وہ احمد یار خال کو بڑی اہمیت دیتے ہیں اور جو کچھ کر رہے

کارخانہ پا نیزہ کے لئے نامیں اپنے بیٹیں باسم بھائی کا کیا رہا۔ ”رہیں کیا ہوگا۔“ بھائی صاحب خراب میں بھی ایسے رہتے کہ بارے میں بھی سوچ سکتے۔ ”وتو محیک ہے بیٹیں وہی رحمان اور نادیہ کا معاملہ۔۔۔ پھر وہی تجہیز سامنے آجائے۔ ”آئی تو بھیں جائیں۔“ ششیر احمد خاں سے اگر کوئی بات ہوگی تو اس سے پہنچنا مشکل ہوگا۔ تعلقات خراب ہو جائیں گے۔ دریا اور گریچہ والی بات ہو جائے گی۔ میں بھلان کے مخفف کیسے ہو سکتا ہوں۔ ”تب پھر ایک کام کریں۔“ ہاں بولو۔ ”بھائی صاحب اور بھائی جان کو سمجھ دن کے لئے بیہاں بلا لائیں۔ پہلے ان سے بات کر کے دیکھیں کیا کہتے ہیں۔ اس کے بعد کوئی فصلہ کریں۔“ اختتام الدین سوچ میں ذوب گئے تھے۔

میش نظر آ

۷۴

پہنچ گیا رخان کچھ اس طرح کاملاً اعتراف کر اے
اچھے تھے۔ جب بھی خال صاحب سے طلب
سامتحا کام کیا تھا اور ان کی ہر خواہش کی تکمیل
اپنی خواہش کا انہمار کرو دیتا۔ خال صاحب
انہوں نے احمد یار خال کو فون کیا۔ احمد یار خال
مکلن میں شیشیر احمد خال نے اسے مایوس نہیں
پاپا۔ ”خطول گیا تھا تمہارا۔“ بھی پاپا۔“
کوئی لڑکی نہ میں سے باوجود ہے کوئی مدھا۔

سے شادی کر ہے ہو۔ پہلے مجھے تفصیل مذاق میں
پسند سے اقاکار کلوں گا اور جو کچھ تم کرو جائے جیسیں
گے سیری۔ ”” بالا، ہتاڈ کون ہے وہ؟ ”” پاپا!
کے پر بے پتھر کلوں جیسی خوشی ابھر آئی۔ صرف ایک
جب وقت ہاتھ سے نکل گی۔ ”” میں سمجھا جیں
جیسیں یہ کرشمہ حیرت ہو کلاس خواہ کا علمبرخواہ اس نے کیا ہے، میں نے نہیں۔ ”” احمدی راغن نے یہ کروفون بند کر دیا تھا۔ حال صاحب آحمد سے
کرتا۔ یہ کہہ کر انہوں نے خود بھی قوف رکھ دیا اور پھر کافی دیر تک سوچ میں ڈوبے رہے، جو فصل انہوں نے کرایا تھا اب اسے آگے بڑھانے کا وقت آگیا تھا۔

ہاشم احمد کو بینی بہت دن سے یاد آ رہی تھی، مددیہ تجھم بھی تھی ہی باراں بات کا انہمار کرچکھی تھیں کہ اب پاکیزہ کو دو اپنیں بلا لایا جائے۔ ہاشم احمد نے ان کی بات کے میں۔ تھیں یاد ہو گا کہ ہم نے پہلی بھی کہا تھا کہ وہ بے اولاد ہیں، ہماری تینوں بیٹیوں میں سے کسی ایک کو پانی بینی ہنا کر رکھ لیں۔ ہمیں اعتراض نہیں ہو گا۔ چاہے گا ان سے آ کر میں گے یا انہیں بلا لیں گے۔ اب اس بارہ نو توس نے آئے کام لایا ہے زندگی احتشام بھائی کو کیتی بات کی ہے اس سلسلے میں۔ ریخت طرف سے خوفزدہ رہتا ہوں۔ ذریتی لگا رہتا ہے کہ کب کیا کر بیٹھے۔ بات معمولی نہیں ہے مددیہ تجھم قدرت ہی ہماری مدد کرنی رہی ہے کہ ہاشم احمد کے بغیر یہیں۔ دلوڑ کوں کی زندگی اور ایک پروفسر کی جان اس کی وجہ سے گئی، جس سے چاہو پوچھ لو، میں یہ بھی باتا ہوں کہ وہ براہ راست قصور اور نہیں رہی تھیں بیان بیاس جس طرح بات کی تھی اس نے مجھے لزا کر کر کھو دی تھا، کوئی اخراج بولنا ہو کرتا اور پھر قطیعہ احمد کا ماحلا تو تمہارے سامنے ہی ہے، کیا ذرا رامی انداز میں اس نکھن خود دہاں رہتی ہے رہنے دو۔ ””بہت دن ہو گئے مجھے اس سے ملے ہوئے، آپ پچھوچی کہ لیں میں تینوں تیکی میں ہوں۔ بھائی جان کے ہاں چلتے ہیں

تحقیق اور خوارو سفر طرک کے اختشام الدین کی گرفتاری گئے۔ اختشام الدین اچا عک، مکن بہنوئی اور بھاجیوں کی آمد پر خوش ہو گئے تھے، ویسے بھی ان بڑی خوشی سے خوش آمدید کہا، سب نے محضوں کیا کہ پاکیزہ پلے سے لہن زیادہ دلکش ہو گئی ہے۔ بیہاں غالباً اسے زیادہ خوشیاں اور سکون میرسا آیا تھا۔ سب باتیں ہو گئیں۔ ”تم نے تو نے کامی تھیں لیا۔“ لیجے، اب یہ اسلام مجھ پر عائد ہوتے گا اور پریگ بات ہے کہ میں بیہاں بہت خوش اور مطمئن ہوں۔ ایک بیہاں میں بیہاں تھے کہ میں بیہاں پرندے ہے۔ میں ان دونوں کو اپنی دستوں سے ملا توں گی۔ یہ سادہ سادہ اور مخصوصی لڑکیاں دیتا کے ہر فریب سے پاک ہیں۔“ بہر حال رحمانی اور نداد یہ کوپا کے یوں سے مشورہ کیا کہ کیا احمد حیدر خاں کے بارے میں ہاشم احمد کو تابیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ ابھی مناسب نہیں ہے۔ اور ہر سے کوئی سلسہ شروع ہو تو پھر ہاشم احمد خاں سے اپنی شیخرا احمد خاں صاحب اختشام الدین کی گرفتاری گئے۔ ملازموں نے دور ہی سے ہمچیر و یکھ کراحتشام الدین کو اطلاع دی، ہاشم احمد مجھی شیخرا احمد خاں کے ساتھ ہاشم احمد مجھی شیخرا احمد خاں کا استقبال کرنے کے لئے باہر نکل آئے۔ سارے اہل خانہ نے اسی استقبال کیا تھا، خاص طور سے پاکیزہ آگے بڑھ کر سب جملہ کہ کہ کچھ ہے جانا چاہتی ہوں، آپ کی اس اچا بچک آمد سے سب زیادہ خوش بھجوئی ہے۔ ”اختشام الدین، ہاشم احمد اور باقی افراد مجھی آگے بڑھا۔“

”آپ اگام احمد صاحب ہیں، میری آپ سے کمی تفصیلی ملاقات تو نہیں ہوئی، لیکن ایک دوبار دیکھا ہے اختشام الدین کے ساتھ۔“ ہاشم احمد نے بڑی نیاز
نے بھیں ان لوگوں کے آنے کی اطلاع فہیں دی؟“ بس اتفاق ہے۔“ آپ ہمیشہ مختلف کرتے ہیں حالانکہ ہم آپ کو کافی عزیز بحکم ہیں۔“ اپنی اخوشی
کے اہل خانہ کا پے گھر آئے کی وجہ دیتے ہیں۔ اختشام الدین آپ اپنی بیکم کے صراحتاً سب کو لا جائیں گے۔ پرسوں گاؤں یا آپ کو لیتے جائیں گی تیاریاں
احمد نے مکراتے ہوئے کہا۔ شمشیر احمد خال پچھے وقت قیام کے بعد جعلے گئے۔ ہاشم احمد زبان ان کی تعریف کرتے نہ چکی تھی۔ دوسرا نے
احمد کا مکراتے ہوئے کہا۔ شمشیر احمد خال پچھے وقت قیام کے بعد جعلے گئے۔ ہاشم احمد زبان ان کی تعریف کرتے نہ چکی تھی۔ دوسرا نے
احمد کا مکراتے ہوئے کہا۔ شمشیر احمد خال پچھے وقت قیام کے بعد جعلے گئے۔ ہاشم احمد کے کان میں پہ بات ڈال دی جا
صاحب کا مکراتے دیکھا۔“ باں، باں لکل دیکھا۔ بھلا اس سے اکارکون کر سکتا ہے۔“ کیا خیال ہے جانے سے پہلے ہاشم احمد کے کان میں پہ بات ڈال دی جا
کر خال صاحب اس ملاقات کے بعد کچھ سوچ کر سلسلہ ضرور شروع کریں گے۔ تھوڑا سا انتظار کر لیں انہی کی زبان سے بات یا ہر آئے تو زور دا چھاپ ہے۔“ چاہیے
کہ زبان کھول دینی چاہئے۔ کم از کم اس کے دل کی بات تو سامنے آجائے گی، بھلا کے اکار ہے اور خدا خوتا اگر انہوں نے ایک بات نہ ہجی کہ اسی
اب زبان کھول دینی چاہئے۔

لے پوچھا۔ تینی ہوں کا رہنمی سے پا رکھنا کا رہنمایا ہے، ہماں احمد اس سنتے میں جو ہے سے صورہ رئے ائے ہیں۔ احشام الدین فی یقین کرادیں اور خال صاحب کی لگن کا اندازہ اس سے ہوتا تھا کہ درسرے دن من اندر ہمیرے دو شامراہ گاڑیاں آ کر دروازے پر کھڑی ہو گیں۔ یہاں کوئی تیاریاں نہیں تھیں اسیں تھامیں احرام سے فارم ہاؤس لے آیا جائے۔ ”اچھا فارم ہاؤس جاتا ہے؟“ تیر کر۔ بھی حکم ملا ہے؟“ تیر کروں میں سے احشام الدین نے یہ سنا تھا کہ یہ فارم ایک سیزور ہم کی ہی جیتیں رکھتا ہے، خال صاحب نے اسے کچھ سے کچھ بنا دیا ہے۔ بہر حال اس بارے میں بھی غور کیا گی کبھی بنا دیا ہے۔ سب نے تیاریاں کیلئے اور اس کے بعد گاڑیوں میں بیٹھ گئے۔ حالانکہ ایک تی گاڑی ان کے لئے کافی تھی تین خال صاحب اٹکیں یہ مقام پر ایکروں میں کپٹی ہوئے اس فارم ہاؤس کے صدر گیٹ سے دلوں گاڑیاں اندر واپس ہو گیں۔ اندر سیدر ہمگ کی ایک حصیں عمارت سربراہ و شاداب درخت پر رہتی تھی۔ ہر حصہ پر سرکاری تھا، جاہد طرف سے پھالوں کی خوشبویں امتحنہ تھیں اور یہاں لگتا تھا جیسے یہ جنت کا کوئی گلکار ہو۔ دلوں گاڑیاں سرخ بجروئی

خادموں کے ساتھ دروازے اپنی میں موجود تھے اور مکرارتے ہوئے ان لوگوں کی جانب دیکھ رہے تھے۔ بھراں بھویں نے آگے بڑھ کر ان سب کا استقبال کیا، میں کیسے پہنچ گئی تھیں جانا چاہتا ہوں وہ یہ کہ آپ کی آدمیوں سب سے زیادہ خوش بھی ہوئی ہے۔ ”پاکتہ آجست سے نہ پڑی۔ بھراں بھویں کی طرف دکھ کر غاموش ہوئی۔ رہنمی پر ہوتے ہوئے ہیں ہو گئی۔ ”شم کو اور خال صاحب نہیں دیئے۔ ”آپ کو اور اقارم ہاؤس پہنچانا یا۔۔۔“ سماں خالی ہے پسندیدی کی وجہ پر خالا کو اس قارم ہاؤس کو ”ٹکریے۔“ سارے اہتمام اسی معیار کے کئے تھے۔ باور بھویں نے جلدی جلدی کھاتے کی تیاریاں شروع کر دیں۔ جملی چائے بیساں بیساں کھایا گیا۔ اس کے بعد خال صاحب نے حمزہ مہماں سے درخواست کی کہ وہ آرام کریں۔ شام کو فارم ہاؤس کی سر کاری کی جائے۔ فارم ہاؤس کی سیر یعنی اسی تھی۔ ساندیا اور جانہنہ تو سمجھ دیکھ دیکھا تھا۔ تھا۔ نے واقع اس سے خصوصیت جھگاڑی سے سلکیں کھینچ دیکھ دیکھا تھا۔۔۔ کائنات کی تباہی کا۔۔۔

تھوڑی اہمtat کا اٹھار کیا تھا، اپنی دوستوں سے ملایا تھا، یہاں بھی اس کا رویہ ان کے ساتھ برائیں تھا، نادی کہتے تھی۔ ”انسا توں کے پاس یہ سب کچھ بھی ہے کوئی دوسرا دنیا ہے جہاں یہ لوگ رہتے ہیں۔“ پاکیزہ آہست سے نہ دی تھی، اب وہ ان دوستوں بے قوف کیا تھا کہ اسے کونا قام ملتے والا ہے۔ یہ تصور خان کے لئے اس کا رشتہ پا جائے ہوں، لیکن وہ ہمیشہ سے ایک الگ لگاہ کی حالت رہی تھی۔ ایک لمحے لگاہ جو بڑے بڑوں کے کان کاٹتی تھی اور اس کا انداز سرگوشیاں جھوٹی کر رہی تھی۔ انداز و درستی لکھا۔ اسی رات خال صاحب ان لوگوں کو ایک الگ گوشے میں لے گئے۔ رحمانی، نادی اور پاکیزہ ایک جسمیں کر رہے تھے۔ اصل میں اقتضام الدین صاحب، اتفاق سے تقدیر نے یہ لمحات مہیا کر دیئے کہ ہاشم احمد صاحب بھی یہاں موجود ہیں۔ یہری فطرت میں ایک بڑی وجہ انورا کہہ دیتا ہوں، میں ہاشم احمد صاحب سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ ”اقتضام الدین کے روشنے کھڑے ہوئے، یہیم اقتضام الدین کی آنکھیں بھی تھیں کہ خال صاحب کیا کہنا چاہتے تھے، خال صاحب نے کہا۔“ اصل میں ہاشم احمد صاحب، میں آپ کی بینی پاکیزہ کیلئے رشتہ دیں کرنا چاہتا ہوں۔ ”ہاشم احمد

الدین نو دیجھا، پھر بولے۔ ن۔ میں مل۔ ہام بھائی! سیر احمد عالی صاحب کے صاحبزادے احمد یار خاں امریکی تسلیم چیزیں اور فرمائیے۔ میں کچھ اور کھانا چاہتا ہوں۔ اگر آپ کا خیال یہ ہے کہ میں احمد یار خاں کے لئے پا کیزہ کا رشتہ چاہتا ہوں تو یہ خیال قاطع ہے، احمد یار خاں امریکی میں۔ رشتہ میں اپنے لئے چاہتا ہوں، بے شک میری عمر کا کیزہ سے زیادہ ہے لیکن پا کیزہ کو جو خوشیاں اور مقام میں دے سکتا ہوں وہ کوئی دوسرا اچھا دے سکتا۔ ”چا۔“ گھے تھے اور احتشام الدین اور ان کی بیوی کو تو چھیسے سارے پدن کا بھوٹ بھکھ ہو گیا تھا۔ انہوں نے خواب میں گھی یہیں سوچا تھا۔ ایک لمحے کے اندر انہر شیر شیر ارج کی شادیاں کر چکے تھے اور ان کے بارے میں یہ بات پیشتر بالآخر بڑے تکھی تھی کہ وہ حسن پرست ہیں اور شادیوں کے شوقیں ہیں، لیکن یہ اتفاق خود احتشام ایک توہنے والگ رہے، اس کے بعد پہنچ بولنے کی کوشش کی لیکن اس سے پہلے ہاشم احمد بول پڑے۔ ”خال صاحب ازیادہ گھر کے افراد کی کم عمر کی لاکیوں سے شاکھیں توہنیں بس اتنا وقت دے دیں کہ ہم پا کیزہ سے اس کی رائے لے سکیں۔“ خال صاحب کے ہونوں پر مسکرا ہٹ جیلی گئی۔ بہرحال گھاگ آؤتی تھے، انجینیوں، وہ ذرا پا کیزہ کے دلکے پہنچے انداز کوہو۔ تجویں بکھر گئے تھے اور یہ بات ابھی طرح جانست تھے کہ اس دور کی لکیاں ایک خوشحال زندگی کو زیادہ اہمیت دیتی ہیں، وہ ذرا

نگاهِ تعالیٰ کا شکار ہو جاتی ہیں اور راویٰ می طور پر سب کچھ تین گھنے کو تحریر ہو جاتی ہیں، لیکن جیسا کسی بحمدہ رڑکی سے یہ سوال کیا جائے تو وہ کہتی ہے کہ اگر زندگی میں ہوتی ہیں، چنانچہ خال صاحب نے قور افرادی سے کہا۔ ”ہاں میں خوبی بھی چاہتا ہوں کہ پا کرنے سے ان کا عنیدیہ لے لیا جائے اور گروہ انکار کریں گی تو بخوبی حادثاتی لمحات ان الفاظ کے بعد سکون کی منزل میں داخل ہو گئے تھے۔ رات کا ایک طرف تہامِ حمرہ اُنیٰ بیوی سے مشورے کے تھے تو درمی طرف اختشام کے دل میں یہ بات ہو گی، یہ تو ہم نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔“ ہم نے اس موضوع پر خواب دیکھتے کہ کب ہیں؟“ بیوی نے پہنچتے ہوئے کہا۔ ”آپ خس اگر پاکیزہ نہ انکار کر دیا تو آپ کچھیں کر خال صاحب کس کم کے آؤ ہیں۔“ ”تو کیا وہ بخوبی یا زادی کریں گے؟“ نہیں کریں گے لیکن ہمارے تلققات کیا کیا جائے اور پھر خال صاحب کی تیکم موجود ہیں۔ اسے پر تجویز بھیا کم صورت حال ہو گئی۔ ”ان تیکم سے اولاد بھی نہیں ہے۔“ ہاں ساری باتیں سوچ دیں۔ ”کس اسماجی فوجیم اے آئے؟“ ”مخفیت آئے گا۔“ خس کے ساتھ میں اپنے فٹ پر تھے جو کہ لسٹ میں نہیں تھا۔

شیخ احمد خاں صاحب کے دل میں یہ خیال آیا کیے؟ ””اہم بھائی، ہمارا خیال تھا کہ شیخ احمد خاں صاحب اسے دوسرا نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اپنی بہو کے طور پر رشتہ چاہتے ہیں، لیکن خال صاحب کے ذہن میں کچھ اور تھا۔ ””سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کیا پا کیزہ اس بات کے لئے تیار ہو جائے گی۔ ””میں تو دوست ملا علاوہ اور کچھ بھیں کہ پا کیزہ سے برآمد است پوچھ لیا جائے۔ ””اہم حمرے پر خیال انداز میں گردون ہلاتے ہوئے کہا، پھر وہ توشیں بھرے بجھن ہوئے۔ ””لیکن آگئیں بندر کے سب کچھ کوئی نہیں کوں چاہتا ہے لیکن ان کی تسلیمِ عربی کیا پا کیزہ تک نہ مر جائے گی، کیا پا کیزہ کے بعد کوئی اور لڑکی ان کی نگاہوں میں جگہ نہیں۔ کے پاس اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ احتشام الدین کی بحکم نے کہا۔ ””اس کے علاوہ میرے ذہن میں ایک اور بات ہے، آپ کو معلوم ہے کہ احمدیار خاں نے آیا تھا۔ وہاں پا کیزہ سے کیا نکٹھوں ہوئی، اس کا کمی پچھے نہیں چلا۔ ””اگر کہا کیزہ کے دل میں احمدیار خاں کا خیال ہوا تو بات بالکل ہی نہیں بننے گی۔ ””پا کیزہ کی بھاٹل رہی تھی پا کیزہ نے مجھی اس میں بھر پور حصہ لایا تھا۔ یہ ذہن اسی طبق

بالآخرہ ام احمد بیز کے باپ تھے ان کا پنچنا قدری تھا۔ اقشام الدین کرنے کے سلسلے میں طے ہوئی ہے، جو جواب اس کا ہوا ہی کی روشنی میں ہے کہ اگر پاکیزہ نے پرشت پسند نہ کیا تو انہیں اعتراض نہیں طلب کریا گیا۔ بے چاری رعنائی اور نادیہ کی کوئی حیثیت نہیں تھی۔ بھرپور کرچے گئے تھے کہ ان کے ساتھ کریں گے۔ اس طرح ہے، آپ لوگوں کے چہروں پر ایک تجسس ہے خیرت تو ہے؟“ ہاں پاکیزہ تم صاف گوار جو رات مند ہو، ہمارے ایک سوال کا جواب اسی جو ات خال نے تھیں ڈزیر بدوکھ کیا تھا۔ ”می!“ کہا تھیں ہوئی تھیں ان کے

نے مجھے شادی کی پیکش کی تھی۔ ”پاکیزہ نے شفاف لباس میں کہا۔ ”تم نے کی حال ہوں، خدا میرے ماں پاپ اور بزرگوں کو سلامت رکھ۔ اللہ!...“ احتشام الدین نے کہا۔ ہم احمد بے اختیار ہو گئے اور مجھی ہوئی آواز میں بولے۔ ”خدا کی حسپ پا کیزہ، میں اعتراض کرتا ہوں کہ میں جسمی بحث میں ہے اس سے کہیں زیادہ خوبصورت تجھ اکر دو رہے۔“ میں تم پر ناز ہے پاکیزہ۔ اب ہم ایک اہم دروازے پر کھڑے ہیں۔ ایک عجیب موڑ آیا ہے ہماری زندگی میں۔ رشد مانگیں گے ایک انہوں نے ایک انوکھی بات کہی ہے۔ ”کیا؟“ پاکیزہ نے تجھیگی سے پوچھا۔ ”وہ خود تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔“ احتشام الدین بے تاثر نظر ایسا تھا۔ ”انہوں نے یہ بات آپ سے کہی ہے۔“ ہاں بیٹھے گئی ہے اور میں انہیں جواب دیتا ہے۔ جیسے اگر تم سے یہ سوال کیا جائے کہ ہمیں ان شادی کرنا چاہوں۔ احمد یار خال سے یا ششیر احمد خال سے!“ ششیر احمد خال سے کہ جائیں۔

یہ فصل تم نے کس خیال کے تحت کیا۔ ”حق حق تاؤں...؟“ پاکیزہ سکرا کر بولی۔ ”ہاں ہیئے... میں تم پر عتماد ہے۔“ آپ لوگوں کے چہروں پر کہہ سارے رشتے دہاں ہیں، میں انہیں چھوڑ کر اسریکے نہیں جانا چاہتی، غیر وہ کوئی دلیں میں صرف ایک آدمی کیلئے میں کوئی جاؤں جبکہ مجھے یہ موقع مل رہا ہے۔ دعا صاحب احتیار ہیں ان کے ساتھ گزرنے والی زندگی بہت اچھی ہوگی۔ کیا اب آپ مجھے جانے کی اجازت دیں گے۔ ”جاہیں، تم لے ہمیں تی زندگی دی۔“ رونوں، لئے جو ہاتھم کیا گیا تھا وہ قابل ردیت۔ طولی و عربیں میزرا واقع و اقسام کے کھاتوں سے بھری ہوئی تھی۔ خال صاحب بھی حسب وحدہ بھتی گئے تھے۔ احتشام الدین نے بیکم کو اشارہ کیا تو وہ اپنی جگہ سے انہیں پہنچی دش سے انہوں نے تھوڑی کی شیر تی لی اور خال صاحب کے قریب آ کر کریں آپ نے اچانک اتنا قریب کر لیا ہے کہ یہ جائت ہو گئی۔ منہ میٹھا کر لیجئے ہم نے آپ کی رشتے والی عنایت قبول کر لی ہے۔“ خال صاحب نے مدد کھول دی۔

چہاں آرائے بھائی میں صورت و تینی اور پھوٹ کر پھوٹ لے۔ بہن کو دلاے دینے لگا، پھر بولا۔ ”جھنڈا تو کسی جہاں پر دن تاریک ہونے والے ہیں۔“ ”خدا کے لئے مجھے جیاتا تو... کیا ہوا؟“ ”شیخ احمدی شادی کر رہے ہیں۔“ ”چہاں آرائے روئے ہوئے کہاں گردش کرنے لگا۔ شیخ احمد خاں شادی شدہ تھے، اعلیٰ حیثیت کے ماں ک تھے، پہلی بیوی کا انتقال ہو چکا تھا، ان کا ایک بیٹا تھا جسے شیخ احمد خاں نے پیر و ملکہ بیوی کے لئے پسند کر لیا۔ حیدر خاں ایک سو خواہیں میں کوچلیا اور جب خاں صاحب نے اس سے دل کی بات کی تو وہ ان کے قدموں میں بکھر گیا اور سب کچھ جانے کے باوجود بہن خاں صاحب کے خلاف فرمائش میں کی تھی کہ خاں صاحب اپنی وسری بیوی کو کھلاق دے دیں۔ ”میں شرطیں منوئے والوں میں سے ہوں، کوئی شرط ماننا چیری فطرت کے خلاف ہے سارے لمحات آپ ہی کو ہوں گے۔“ کچھاں سخت اور کھردے لے جس میں بات کی تھی کہ جہاں آرائیگم کے حوصلے پت ہو گئے اور اس کے بعد انہیں دعا۔ پہلی بیوی میں یعنی بیکم نہر دے کے ٹھوڑیں کا آغاز ہو گیا اور دھوپ جہاں آرائیگم کے خلاف پاتیں کرنے لگیں۔ خاں صاحب سے راستہ انہوں نے پکھ جنیں کیا۔

انہیوں نے کیس اور یا اطلاع خال صاحب سکتی تھی۔ خال صاحب نے جب ان سے بات کی تو وہ سری تکمیل جو بھری ہوئی تھیں، اٹلی ہوئیں۔ ”آپ نے مجھ سکتے ہیں، میں سوکن برداشت نہیں کر سکتی۔“ ”تو آپ کیا چاہتی ہیں؟“ ”کچھ نہیں۔ میں یہ چاہتی ہوں کہ آپ اسے کہیں اور لے جا کر رکھیں۔“ ”کیوں ایسا کیا کرو؟“ ”کیا آپ کی کوئی چیز میری طبقیت نہیں ہے؟“ ”نہیں گئے کہا یا آپ سے، میں آپ کو جو کچھ دنایا ہوں اور جو تدبیخاں چاہوں اسے مکالا آپ سے چلی جاؤں گی۔“ خال صاحب نہ دیکھ پڑا۔ ”بچوں کو کیا آپ اپنے بدن کا الاس بھی بھاہ سے نہیں جا سکتیں میری اجاتز کے بغیر، لیکن آپ کی سرے دو اگلی کا انظام ہو جائے گا۔“ اور اس کے بعد دھنٹوں سے پہلے پہلے انہیں بچوں سمیت رخصت کردا گیا اور اس کے بعد سے آج تک وہ خوبی میں داخل ہوئی۔

اُن ورثت اپنے اس سبب سے ہے توں سی سببیں ہے۔ اُن مادرہ میں خالی میر جوں کا پاٹا تھا لہرہ رہنے سے اسی بیکی توں سے ہے جو اور بولا کر بکر کرے۔

خالی میر جوں کو کوئی حل اس کا کوئی حل کرنے سے نجیگانے سے خوف گھوسیں ہوتا تھا۔ مگر کاد کا پانے دل میں محبوس کر رہا تھا لیکن ایکی اسی کا کوئی حل اس کے پاس نہیں تھا، مگر کوڈا سے دیکھ اور بولا کر بکر کرے۔

کچھ سوچنا اور کرتا رہوں گا، لیکن ایک بات میں جھیکیں صاف صاف بتائے دیتا ہوں۔ خالی صاحب کو اگر میں قسی بھی کرنا چاہوں تو اس کے لئے انتہائی مشکلات تو چکریں اپنے اپنے ایجاد کرے۔

تو چکریں اپنے اپنے ایجاد کرے۔ مگر اس کے لئے اپنے اپنے ایجاد کرے۔

”بظاہر تو یوں لگائی تھیں جیسے حیدر خان نے۔ مگر کرتا ہوں۔“

کر خالی صاحب کے خلاف پکھ کر سکتا۔ بابت میر جوں کے دکھ سے حاضر تھا۔ خالی صاحب کے راستے صاف ہو چکے تھے، کسی بھی کام میں وہ بہت زیادہ دیر کر ساتھ میں کرسارے معاملات طے کئے۔ سماں کی سماں تھا اور پھر انتہائی اعلیٰ درجے کے کسی ہوںکشیں نہیں تھے۔ البتہ پاکیزہ کی تمام آرزویں انہوں نے پوری پاکیزہ کو اپنی جویں میں لے آئے۔ پاکیزہ میر جوں کا صرف ہاؤس، زمینیں، باغات سب کچھ دیکھ چکی تھی۔ اسی میں کوئی عکس تھا کہ اس سے پہلے وہ

معنوں میں اس نے اپنے صن کی قیمت وصول کی تھی۔ خالی صاحب کو اس نے پریلین و لادیا کر ان کی معیت میں وہ بہت خوش ہے اور خالی صاحب نے ان

دوسرا تھے اور ان کے لئے خال صاحب نے بہت کچھ کیا تھا میں ان اب کیفیت یہی کہ اپنے اقسام الدین ہاتھ جو جو زر کر سمجھ کرتے تھے کہ خال صاحب اس اپ لیکن خال صاحب انہیں مسئلہ مراعات سے نواز رہے تھے۔ ہشام حمد کے بھی دارے کے نیارے ہو گئے تھے اور اسی حیثیت اختیار کر تھی انہوں نے کتاب ناہی کتاب زیادہ خوبصورت جگہ خال صاحب نے پا کیزہ کے لئے مخصوص کردی تھی جہاں وہ رانیوں جاتے تھے۔ زیادہ تر وہ ان کے ساتھی رہا کرنی تھی اور جہاں آرائیگم کے پینے پر سانپ لوٹتے تھے۔ وہ سب کچھ پا کیزہ کی تجویں میں چلا کیا تھا جو بھی ان کی بھن کے لئے کچھ بھی کر سکتا تھا اور اب تو سب کچھ ہی با تھے سے انکل گیا تھا، لیکن پھر ایک امید کی کرن چکی۔ یا احمد اللہ یہی تھے احمد اللہ یہیک جو ایک درود میں صدقہ کیا تھا۔ اس کے بارے میں بہت کم لوگوں کو معلوم تھا۔ کسی زمانے میں ڈاکووں کے پیچے تھے، کی تھا کہ ڈاکووں کی قدرت نے ساتھ نہیں دیا۔ گرفتار ہے مجھ بھن ہو۔ کچھ تھے اس کے بارے میں بہت کم لوگوں کو معلوم تھا۔ کسی زمانے میں ڈاکووں کی قدرت نے ساتھ نہیں دیا۔ گرفتار ہے مجھ بھن ہو۔ اسے لے کر ایک گوشے میں آایا ہو گئے۔ لیکن یہ داڑھی رکھتی، کچھ کتابیں پڑھ لیں اور بہترین ادا کاری کے تینجی میں قرب و جوار میں متبلوں ہو گئے۔ پھر ایک بار کر دیتی ہے، بیک صاحب نے شمشیر احمد خاں کے لئے کچھ کیا اور جو کیا تھا وہ ہو گا۔ پھر اس کے بعد جو دنہو جاتا وہ مqm۔ شمشیر احمد خاں نے انہیں نہیں کہا دیا۔

خال کے پاس آتے رہتے تھے۔ بالکل اتفاق کی بات تھی کہ حیدر زمان کی ذریعے سے ان تک جا پہنچا تھا احمد اللہ بیگ کا معتقد ہو گیا تھا، احمد اللہ بیگ نے کچھ پوری کردی تھیں۔ حیدر خان جانتا تھا کہ احمد اللہ بیگ کی کرداری کیا ہے۔ جب احمد اللہ بیگ اس کے ذمہن میں آئی کرداری سے فائدہ اٹھا کر کیا۔ ”کوہیدر خان، ہبہ دن کے بعد آتا ہوا، سب شیرستے ہے“۔ آپ جانتے ہیں ہدایت آپ سے کیا جھپٹا ہوا ہے۔ مجھے لفظ ہے آپ کو سب کچھ معلوم ہے کر کہا پھر ہو لے۔ ”پہلے بھی افسوس ہوتا تھا اب نہیں ہوتا۔ دنیا میں ہر شخص غرض کا بندہ ہے۔ مشکل میں پہنچتا ہے تو مشکل بائیٹھو والے یاد آتے ہیں ورنہ کون کسی اپنی۔ حیدر خان جانتا تھا کہ بیگ صاحب کو اپنی تعریف سننے کا شوق ہے۔ سو اس نے بیکیں سے آغاز کیا تھا اور بیگ صاحب جانتے تھے کہ اس طرح کے لوگوں خان نے جلدی سے کہا۔ ”درست فرمایا، اُن پارہ وکری عکس یا ذاکر کے پاس جاتا ہے مجھے آپ کی مدد درکار ہے۔“ پوری بات تفصیل سے تباہ۔ ”آپ میں۔“ خال صاحب نے پوچھی شادی کر لی ہے۔ ”بولتے رہو۔“ بیگ صاحب نے اکھیں بن دکرتے ہوئے کہا۔ اکھیں بن دکرنے سے بہت سے راز چھپے رکھا گی۔ وہ اپنے ملک کا اکٹھا کر کے رہا۔ سمجھتے تھے ”جواہر آنحضرت کا خلائق۔“ مگر اس کے کیمپ میں اکٹھا رہا۔ اس کا طبق جو شیخ ملک اپنے ملک کا اکٹھا کر کے رہا۔

مطابق اس کے قرموں میں بچھے گئے تھے، درسری پیوں نے جس قدر اپنے آپ کو منانے کے لئے جتنی کہتے تھے، پاکیزہ نے ایسا کچھ جھیں کیا تھا۔ وہ محل طور پر کی بنیاد پر یامزادہ لگانے کی کوشش کرتے تھے کہ پاکیزہ کی یعنی کیفیت کیا ہے، لیکن یہ حقیقت ہے کہ پاکیزہ ابھی زیرِ کمی اور پریزی کی محاذی سے کام لے رائے کا اٹھارہ بھیں کیا تھا۔ شیخ احمد خاں، کبھی بھی جہاں آرائیجمن کے پاس بھی جاتے تھے، ان سے مخفون باشیں کرتے تھے۔ واپسی پر پاکیزہ نے کبھی کسی کو صاحب پوچھیتے۔ ایک سوال کروں پاکیزہ، تم بہت زیادہ صاحب طرف ہو یا درگزرسے کام لے رہی ہو یا پھر تمہارے ذہن میں کچھ اور ہے، تم نے آج تک بارے میں تمہارے ذہن میں کیا خالیات ہیں۔ پاکیزہ نے سایت نگاہوں سے شیخ احمد خاں کو دیکھا اور بولی۔ دیکھئے، میں نے دل سے آپ کو ایسا شے

ہوں، اتنا باتی ہوں کہ شوہر کو بھاڑی خدا کہا گیا ہے اور ایک شوہر پرست مورت کا ایمان ہوتا ہے کہ شوہر پر بھروسہ کرے، آپ جہاں آ رائیں آپ مجھے بھر پر محبت دیتے ہیں اس کے بعد آپ کو بچوں کرتے ہیں اس پر نکتہ چینی یا آخر اپنے کے میں آپ کے ذمہن کو پریشان کروں؟ دوسرا بات ہے، جہاں آ رائیں مجھ سے پہلے آپ کی بیچم جیسیں، میں اس بات کو مد نکالو، بھی ہوں اور ان کو جو حق آپ دینا چاہئے چون میں اس پر اعتماد نہیں کرتی۔ ”واہ“

بڑھا دی ہے۔ جس قدر شفاف تمہارا دل ہے اور ہم تمہارے شفاف بیکری عزت و احترام کرتے ہیں۔ ”زندگی کے شب و روز“ احمد صاحب کے پاس بھی لے جاتے تھے، امام احمد کا انہوں نے انداز زندگی کی بدلتا تھا۔ یا ان کی عادت تھی۔ اصل میں اتنا پیدا اور اتنی دوست تھی کہ اس کو ہوئی کم از کم اس کی زندگی بکھر جو باقی، اس کے علاوہ انہوں نے پاکیزہ کو اپنے سیاہی معاملات میں بھی شریک کر لیا تھا اور سیاہی جو زوٹ کے بہت سے گرے اسکے

پاکیزہ نے یہ شعبہ بھی قول کر لیا تھا اور بڑی ذمے داری کے ساتھ خال صاحب کے دوسرے امور میں نہ صرف بچپنی لئی تھی بلکہ کام بھی کرتی تھی۔ سارے

ایکی سمجھی میں رکنا چاہی تھی۔ بہنوں کے رشتے تھے مگر خال صاحب تھی کی وجہ سے اور پھر ان کی شادی جس دعویٰ و حام سے ہوئی احتشام الدین اور احمد احمد و مادر بنتے کے بعد ہمارا حماسا صاحب کا سماجی مرتبہ بے حد بلند ہو گیا تھا۔ اس کے علاوہ خال صاحب کے عهیات نے ان کے طرز زندگی کو صحیح کامل طور پر تبدیل کر کے بستر پر لوٹ رہی تھیں۔ بیساں تک کہ ایک دن اچاک تھی احمد اللہ بیک بیٹی تھی۔ خال صاحب نے ان کا پر تاک استقبال کیا تھا۔ احمد اللہ بیک نے سکرا ہمیں بھی ان میں شریک کرتے۔ ”بس میرے قیطے اچاک اسی ہوتے ہیں یہ گ صاحب، اگر آپ کا اشارہ میری نئی شادی کی طرف ہے تو آپ یقین کیجئے بھر جائیں کی۔“ بہت اچھا لیا، میری طرف سے مبارکباد۔ یہ گ صاحب نے کہا۔ یہ گ صاحب کا تعارف بڑے احترام اور عزت کے ساتھ پا کریں سے بھی کرایا تھا۔ غور سے اس کا چہرہ دیکھا اور ان کے ذمہ میں ایک لہری دوڑی۔ یہ گ صاحب جب بھی شیر احمد خال کی خوبی میں آتے تھے ہفت بیفت ملک بکبھی بھی بھینوں تھے ان سے۔ یہ گ صاحب جو پوچھ بھی کہتے تھے شیر احمد خال وہ سب کو کہ کر دیا کرتے تھے۔ اس بار بھی شیر احمد خال نے یہ گ صاحب کو احترام سے ان کے کوئی تکلف نہ ہوا۔ تین دن تک یہ گ صاحب ہر چیز سے اتعلق رہے۔ تیرسرے دن شیر احمد خال خود یہی نیاز کوئے کر زمینوں رکی کام سے طے گئے۔ اس

کے ساتھ ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے باکریہ کو اپنی زندگی کے امور سے بھی اچھی طرح آگاہ کر دیا تھا اور وہ اپنی ذہانت و فراست سے انہیں بہترین مشورے صاحب کی خوبی میں پہنچ گا تو سب کو علم ہو جائے گا، اس لئے وہ خود ہی جہاں آ رائیگم کے بات کر سکتے تھے، جہاں آ رائیگم کے دو افراد ارشیں بیک صاحب کیی تھیں ان تین دنوں میں انہوں نے جہاں آ رائیگم کی جانب کوئی توجیہیں دی تھیں، ان کا نظریہ یہ تھا کہ پاکریہ سے زیادہ العاقلات کا اتحاد کریں ہا کخاں صاحب کو کوئی شکر کے پاس پہنچ گئے، جہاں آ رائیگم نے آنسوؤں کی تھیں میں ان کا استقبال کیا تھا۔ ”میں جانتا ہوں تمہارے دل پر کیا بیرت رہی ہے، سکن وقت اپنی آزاد خودی بلند کر میں آ گیا ہوں، پکھ و قوت بیجاں رہ کر علیمات کروں گا اور بالا لکھ فٹ میں چھپیں یہ بات بتاؤں کیا اس سطھے میں اخراجات ہوں گے۔“ میرے پاس بہت کچھ ہے دیتی ہوں۔ ”بیک صاحب کو جو کچھ بات حکما انہوں نے سنبھالا اور اسے اپنے پاس پڑھی کر لیا۔ شیر احمد خاں کی واپسی پر وہ آگے کا عمل درہ انداز چاہیج تھے، مسلمان انہوں نے کہا۔ ”میں آپ کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا خاں صاحب، وہ محسں پڑا درد و سوت ہڑا رونگ بن کر بھر صاحب جیشیت غنیم کے دشمن زیادہ ہوتے ہیں اور کر کر کر اپنے دشمن کا سامنا کر رہا تھا۔“

3

An illustration of a woman in traditional Indian clothing, a pink sari with a green border, sitting cross-legged on a large green tree branch. She has long dark hair and is looking down at her hands. The background is a soft-focus green landscape.

از امام ہم، اب تاہیے پہنچتا ہے جو بھروسی ہے، اپ کے ساتھی پہنچتا ہے، صاحب رئے اسی پر یہ مدد مالجھ بین کر گز رہی ہے مجھ پر۔ بھگی کمی تو دل چاہتا ہے کہ خود کروں۔ خان صاحب کی بے الشافی بھجت ہاتھوں سے زبردے دلوں، لیکن بزدل ہوں ایسا بھی نہیں کر سکتی۔ جہاں آرام یتمم چپ ہو گئی تو بیک صاحب حیدرخان سے فون پر بات کی تھی، کہنے لگے کہ میر کروں اور انتقال کروں، «امحمد اللہ بیک صاحب پوری تیار ہو یہ میں نے بیک صاحب میں اپ کی اور کیا خدمت کروں۔» دیکھو جہاں آرام یتمم دیواروں کے بھی کان ہوتے ہیں تھے۔ تم اس طرح سیرے پاس پہنچ لی آیا کرو، کسی کو بھی ٹھک ہو سکتا ہے کہ میں یا کیزے کا کام اضاف کرنے کے لئے اس پر چینی کا تبلیغ کر کے کہنی کو انداختن نہ فھایا۔» مک ازم اور پکھنیں تو مجھے دیں کہون کے لئے ہوں، اپنی طاقت میں کسی کا حصہ نہ قابل برداشت ہے، اس کجھت مورت کو کتنی جلدی ہو سکے رہتے ہے۔ پڑے کام میں پکھنے کچھ وقت لگتا ہے۔ تم جلد بازی کرو گی تو میں پکھنیں کر سکوں گا۔ لو یہ پانی پاؤ۔ بیک

چاہے، پھر ہو۔ ویسے سے دو دن جلا میں چاہا جگا ہوئے۔ میں کاتھوں کے ستر پر جی رہی ہوں۔ ایک لمحہ زندگی عذاب مدد داشت نہیں ہوتی ہیں بیک دل چاہتا ہے کہ میں اس کجھت کو اپنے بولے۔ ”بیک روک ازم دل کا بوجو ٹوکل جائے۔“ میں نے کے ساتھ یہاں پہنچے ہیں۔ ان کی خدمت کرتی رہی، مجھے تباہی کی پوری جگہ کہ یہاں دیواریں نہیں ہیں، لیکن اختیاں کرتا ہوا ضروری لے چاہا آیا ہوں، میں بڑی اختیاں سے کام لے رہا ہوں، لیکن بیک دل جیجے، انسان ہوں، گورت ہوں، سب کچھ برداشت کر سکتی رہ جائے۔ ”بیک تو کر رہا ہوں مجھے کہون سے کام کرنے دو، ہر صاحب نے میں کے اندرے میں ملکی سے پانی کھلا اور جہاں کا کمال بھر بولی۔ ”معافی چاہتی ہوں بیک صاحب،“ اس وقت خان صاحب خوبی میں بوجو بیکس تھے، میں اپنے دل کی گلی کو لے کر اپ کے پاس آگئی۔ ”میں بھی ہو جاؤ، اب آرام کرو، سکون میں جائے چاہیں اور تمہارا کام بھی ہو جائے گا۔“ پاکیزہ بچہ تھیں رسمے میں گھریلی یہ ساری باقیں ان رہی تھیں۔ پاکیزہ بچہ تھیں ہوئی تھی، بھگی بھری قفسیری کے پارے میں نہیں سوچا تھا، اب آرام کیا تھا لیکن یہ راستہ جہاں آرام یتمم کا ہے یا یہ سے آج تھی معلوم ہوا تھا، وہ اپنی جگہ سے ہٹ آئی۔



صاحب خواستے احمد اللہ بیگ صاحب کے پاس چھوڑ کر آئے، یہ صاحب ہمیں بھی ہوئے تھے، کچھ خاص بیکاروں کا اضافہ کر دیا گیا تھا جنہے عمل کے لئے ضروری تھیں۔ خال صاحب بولے۔ ”کسی انسان کے ساتھ کی خوبی بکارے پاس نہیں پہنچ سکتے ہیں، آپ برآ کرم اس کا انتظام فراہمیتے گا۔“ آپ بالکل بے شکر ہیں، دوسروں کو نہیں آئے گا، میں بھی چارہ ہوں۔ پاکیزہ! جس وقت یہی صاحب آپ کو وہی اپنی اچانکتی دی آپ آجایے گے۔“ تھیک ہے، پاکیزہ نے کہا۔ شمشیر الحرم خال چلے گئے اور یہ صاحب نے کام کیا اور پھر خود بھی اس کے سامنے بیٹھ گئے۔ ”تم عمل پر ہی بھی گے اور ہماری نہیں آپ کے چھرے پر ہوں گی، آپ چاہیں تو ہمیں جھکائیں گی۔“ پاکیزہ نے گردن پلاوی اور یہ صاحب حسن بے مثال سے بڑا ہوتے گے۔ ان کی نہیں پاکیزہ کا طوفان کر رہی تھیں اور کوئی غلطیت نہیں۔ ”جس کے بجائے وہ دل ہی دل میں پاکیزہ کی در سر ای کر رہے تھے کہ کیا سن پایا ہے، تھی بارہ نہیں نے سوچا کہ کاش عرفت و اپنی آجائے اور اس گورہ تایاب کی قربت زندگی کو جلا دشے، نہیں سیراب ہو جاتیں آئمیں جھکائیتے۔ پھر کچھ اور سوچا، آکر رے میں پانی لیا اور پاکیزہ سے بولے۔ ”اپنے دلوں پاکیزہ سے بولے۔“ پاکیزہ نے ہاتھ سامنے کے تو یہ صاحب نے اپنے دلوں پاکیزہ سے بولے۔ ”پاکیزہ نے ہاتھ سامنے کے تو یہ صاحب نے اپنے دلوں پاکیزہ سے بولے۔“ پاکیزہ نے ہاتھ سامنے کے تو یہ صاحب نے اپنے دلوں پاکیزہ سے بولے۔“ پاکیزہ چل گئی، یہ صاحب کی بد جوابیں کوہہ اچھے طرح بھروس کریں تھی اور دل ہی دل میں سکرتی تھی۔ یہ جگل دو شہروں کے درمیان تھی۔ یہ یہ صاحب تو کیا کرتے تھیں پاکیزہ پلے مرطیں کامیاب ہو گئی تھی۔ دوسرے دن وہ یہ صاحب کے سامنے پہنچی اور

کی چاہتے پر دو زانوں میں کینکن اچ اپنے نئے منصوبے کے تحت اس نے اپنی کیفیت میں کمک فدوگی کی پیدا کر لی تھی اور بار بار اس کی انگلیں جھک جایا کرتی تھیں۔ وہ بیک صاحب کو میری رثیب دے رہی تھی، لیکن یہ کسی صاحب کی چاہتے پر دو زانوں میں کینکن اچ اپنے نئے منصوبے کے تحت جو ان کے درمیان بینی ہوئی تھی زیادہ آگے بڑھتے کی جاتے وہ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ البته اس غنوگی کو دیکھ کر ان کے دل میں کمی بار اعلیٰ خیالات پیدا ہوئے۔ وہ اپنے آپ کو سنبھالنے لایا کو شکش کرنے تھے لیکن دل وحشی بار بار جمل جاتا تھا، کر انہوں نے خود کی کمزوری کو ہوشیار کیا اور بولے۔ ”آپ شاید دون میں سونے کی عادی ہیں، آئن جاگری تری ہیں کیونکہ اس وقت آپ پر غنوگی کا انتہائی ظہر ہے۔“

صاحب سے سوالات کے تھے۔ ”عجیب انسان ہوم جہاں آ را چکم، میں تمہارے لئے ہر طرح کا خطرہ مول نئے ہوئے ہوں، مل کر رہا ہوں اس پر تا کہ وہ خود تمہارا راست پھوڑ دے اور تم عجیب سے سوالات کر رہی ہو۔“ میری کیا بچال حضور، میں تو بس اس تشویش کا فکار ہوں، آپ کو انداز و تجھیں ہے کہ اس قدر رخم خروہ ہو گئی ہوں ہر وقت دل جیسے کوئی شخصی میں لے کر مسلمان رہتا ہے۔“ خال صاحب و اپنی آنکھیں، بہت سی محنت بھری ہاتھ پر کا یکزدہ سکیں، کہنے لگے۔ ”حقیقت یہ ہے پاکیزہ کہ میں زندگی میں پہلی بار اسی سے اتنا تاثرا ہوا ہوں، تمہارے بغیر ایک لمحے کے لئے جی میں الگ اور اب میں نے پیوند کر دیا ہے کہ تمہارے بغیر مگر سے باہر لکھن گا کیا نہیں۔“ پاکیزہ فس روی تھی۔ رات کے پہنچہ میں جا چکے تھے، پاکیزہ بھی سونے کے لئے لیکن۔ سوابا رہ یا بارہ میں پاکیزہ اپنی جگہ سے اٹھی اور ایک حصہ

صاحب داں آپچے ہیں، ان کی موجودگی میں تمہارا اس طرح آنا مناس تو کچھ امداد نہیں ہوتا کہ میں کب اپنے کرے سے لکل کر بیہاں تک نہیں ہو۔“^{۲۳} مگر میں بیہاں پہنچنی کیے ہوں۔ مجھے

لہا۔ ہاں ہو تو بہت دن لئے، کم مریں اب یوں وہاں جائی ہوں؟ اس کے پھرے پر سوچ کے ہرے اے تار مواد رہو کے۔ خال صاحب اس کا پھر وہی رہے، یا اکاری بے مثال ہی اور اس میں مثال ادا کاری لہا۔ ہاں ہو تو بہت دن لئے، کم۔ مگر اس کے کھوئے کھوئے اندامیں کہا۔ ”نجاٹے کیا ہوتا ہے، تمدن نک میں آپ کی ہدایت کے مطابق وہاں گئی، جو تھے دن کی وجہ کجا ہنا ضروری نہیں تھا اس لئے میں بستر پر لیٹ گئی۔ پا کیزرا پہ بہت سے کھیل کھیل چکی تھی۔ اس نے کھوئے کھوئے اندامیں کہا۔ ”نجاٹے کیا ہوتا ہے، تمدن نک میں آپ کی ہدایت کے مطابق وہاں گئی، جو تھے دن کی وجہ کجا ہنا ضروری نہیں تھا اس لئے میں بستر پر لیٹ گئی۔ پا کیزرا پہ بہت سے کھیل کھیل چکی تھی۔ اس نے اپا تو پکڑ کر جھوٹا ہو۔ آپ موجود نہیں تھے، میں جا گئی تو میری آنکھوں کے سامنے ایک نیلی دنہ کھیل گئی اور پھر مجھے کچھ یاد نہیں رہا۔ ہاں جب مجھے اچا ٹک ہوش آیا تو میں یہ صاحب کے پھر مجھے یوں لکھا گئی کہیں تھی۔ میں نے اس دن حیرت کا اعلان کیا اور کہا کہ یہ صاحب آج تو یہاں آتا ضروری نہیں تھا، پھر میں یہاں کے آگئی تو، مجہب سے لیجھے میں بولے کہ یہاں سامنے ٹھیک ہوئی اور وہ مجھے کھینچ دیکھ رہے تھے۔ میں نے اس دن حیرت کا اعلان کیا اور کہا کہ یہ صاحب آج تو یہاں آتا ضروری نہیں تھا، میں نے اس کا مجھے اندھا ٹھیک ہوا۔ ”خال صاحب تھیں یہاں تک پہنچ لائے ہیں۔ میں جھیں دیکھتے رہنا چاہتا ہوں اور اس کے بعد سے مجھے کچھ یاد نہیں، واپسی میں ہوش میں ضرور ہوئی ہوں یعنی کس طرح ان کے قریب پہنچتی ہوں اس کا مجھے اندھا ٹھیک ہے۔ ”خال پہنچ دیکھ دیکھ رہا تھا اور کہا کہ یہاں تک پہنچ لے۔ ”چھوڑ جاؤ، دس ٹھیک ہو جائے گا سو جاؤ۔ ”پا کیزرا ہستے تھے اور پھر تھوڑی دری کے بعد میکھی اور پھر تھوڑی دری کے بعد میکھی اور پھر تھوڑی دری کے بعد میکھی۔ خال صاحب اپنی جگہ سے جل کر اپنے بستر پر کھیتی اور پھر تھوڑی دری کے بعد میکھی اور پھر تھوڑی دری کے بعد میکھی۔ خال صاحب اپنی جگہ سے جل کر اپنے بستر پر کھیتی رہے، پھر سکرا کر گئے۔ ”چھوڑ جاؤ، دس ٹھیک ہو جائے گا سو جاؤ۔ ”پا کیزرا اپنے اگشناقات کے لیے آپ نے مجھ پر، جہاں آ رائی تھیم کی خواہیں پر آپ یہاں آئے ہیں۔ جیدرخان آپ کو لے کر آیا ہے۔ دادا کو یہ میری ناک کے پیچے ساری شیں ہو گیا ہوں، یہک صاحب، پڑے اگشناقات کے لیے آپ نے مجھ پر، جہاں آ رائی تھیم سے خورشید تھیم سے کیا تھا یہ مہارے بارے باہر۔

اگلے دن شرپریٹ رہبہت دیر تک سوچ جل میں ڈوبے رہے گے۔
 پس پہنچنے والے اپنے بھائی کو پکڑ کر اپنے گھر لے جائے گا۔

”جسے احمد اللہ یک صاحب خدا نوکھڑے ہوئے تھے، جانتے تھے کہ نعمی کی انجمنی تھی۔

بہت کم ایسے واقع آئے تھے جب شیر احمد خاں نے خود حیدر خاں کو بدلایا ہو۔ حیدر خاں بہن سے ملتے آجیا کرتا تھا۔ بھی خاں صاحب سے ملاقات بھی ہو جاتی تھی، لیکن اس پارخان صاحب نے اسے خاص طور سے بلا یاد کر رکھا۔ اور حیدر خاں کے پورے بدن میں کچھی دوڑی تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ ان دونوں احمد اللہ بیگ صاحب وہاں صروف ہیں، دونوں صورتیں ہو سکتی تھیں۔ کوئی خوبی بھرخرا کا بات ہے۔ وہ عولیٰ بھی کیا۔ شیخ حیدر خاں موجود نہیں تھے۔ بھائی بھاگ جیاں اڑا بھیک کے پاس پہنچا اور جہاں ادا بھیک سے دیکھ کر خود حیدر خاں روگئیں۔ ”آخر کسی اطلاع کے آئے آپ حیدر بھائی؟“ خاں صاحب نے بلا یاد کیے، خیرت تو ہے؟“ میرے علی میں جھینک، ہو سکتا ہے کوئی کام پڑ گیا ہو۔ ”ہوا نہیں ہے ایسا آج تک، میک صاحب کیا کر رہے ہیں؟“ چل کر کر رہے ہیں، مگر تن دن سے غائب ہیں، متابے بغیر وابھیں نہیں جانتے، میں لٹکی ہی رہا جائش رکا جگلی ہوں، بلی۔“ خدا خیر کرے۔“ ابھی یہ الفاظ منہ سے ادا ہوئے ہی تھے کہ خاں صاحب سکراتے ہوئے اندرا غسل ہو گئے۔ ”خدا خیر کی رکتا ہے حیدر خاں، کوئی کہاں جران ہیں۔“ حیدر خاں یا ز مددی سے انکھ کمزرا۔“ آپ کی دعاوں کے سامنے میں گی رہا ہوں۔ ”ماں کی بات کرتے ہو، تم نے بھی اپنے آپ کو دعا نہیں دی تو تمہیں ہماری دعاوں کا سامنے کہاں سلی گیا؟“ خاں صاحب سکر کرایک صورت پر چنتے ہوئے چوکے۔

بعض درخت اس قدر تباہ اور سایہ دار ہوتے ہیں کہ ان کے سامنے سے ہر فضیل بیٹھ یا بات ہوتا ہے۔ ”ہاں یو تھے، لیکن بعض بد نصیب ایسے ہوتے ہیں کہ انی سایہ دار درختوں کو کافاً شروع کر دیجے ہیں، اصل میں کا۔“ کوئی قطب نہ ملتا۔ بھائی سے کہا کہا جائے؟“ ”بھیج گیا۔“ سنا ساختے سے ”بھیج گیا۔“

جہاں آرائیکم کا راست صاف کرنے، لیکن خود بے چاروں کا پتھر صاف ہو گیا۔ اب رہ گئے تم دنوں۔ چلو وہ ضائع کرنے کے بجائے وقت کی قدر کرتے ہیں۔ کیا سوک کیا جائے تھا۔ سماں میں اس سازش کے تینوں میں۔ ”حیدرخان کے توہین کی جان لفک گئی۔ لزکرا یا اورزٹین پر یونگی کیا۔ خال صاحب نے کہا۔ ”حیدرخان، ہم نے تمہاری بہن کی پوری پوری وقت دے دی ہے۔ تم جو لکر کی کے قابل بھی نہیں تھے۔ آج کیا ہو، خود جانتے ہو۔ اپنی اسی اونکری سے تم کوئی سر کروڑی چارہ دوں ہیں، بیکن زمیں اس کے علاوہ ہیں۔ بیکن زمیں نے ہمارے ساتھ وقاری نہیں کی۔ ”حیدرخان پھوٹ پھوٹ کر کوڑا۔ چہاں آرائیکم کے بدن پر جہاں آرائیکم کا راست صاف کرنے کے لئے کچھ مہمان مقرر کر دتا کہ ان کے لئے کچھ مہمان خلک ہو گیا تھا۔ ”دل تو چاہتا ہے کہ تمہاری بھی خیلی قبریں، ہادی جائیں۔ لکن جاؤ۔ معاف کرتے ہیں جیہیں، اپنی خوبصورت نہیں میں سے ایک کوئی جہاں آرائیکم کو دے دو، ان کے لئے کچھ مہمان خلک ہو گی۔ اپنی خرابیات پر بے ہوجا میں اور ان کی مکمل دیکھی جاتے ہو حیدرخان کا کہہ دے رہا ہے، ہم انہیں زمیں چارہ دوں کی ملکیت کے لئے تھے تھے انہیں میں سے اپنی خلک، ہم سے نہیں میان کی بلکہ ہمارے خلاف سازش کی بہت خدمت کی ہے انہیں نے ہماری، جس کے مطیں ہم انکی اور ان کے بھائی کی زندگی دے رہے ہیں۔ چیزیں کھٹکی کے لئے انہار میر جہاں آرائیکم اپنے بیان سے پہلی جائیں، وہیں اس کے بعد آپ کو مردے موت سے دی جائے گی۔ یہ چیزیں کھٹکی بھی، جس کے لئے جیتنے والے ہوں کہ تم پاکیزہ کو لے کر فارم ہاؤس جا رہے ہیں، کچھ کام ہے نہیں، وہاں، وہیں میں آپ میں بیان نہیں، خدا غافل۔ ”جہاں آرائیکم کی جان سوک سے دی جائے گی۔ یہ چیزیں کھٹکی بھی، جس کے لئے جیتنے والے ہوں کہ تم پاکیزہ کو لے کر جیتنے چاہیے، لیکن خال صاحب کو جیاتی چیز، وقت تھا جسے لکل گا۔ اب کچھ نہیں رکھا تھا۔

ہے تھے، پھر نئے خاموش رہتے کے بھپڑا کیڑہ نئے کہا۔ ”بوجوکھ میں کہوں گی آپ اسے ہی تسلیم کر لیں گے خاص صاحب؟“ اتنے خوبصورت ہوتوں سے جھوٹ نہیں فکل سکا، میں اس بات کا یقین ہے۔“ میرے آپ کے گھوں سے میرے بارے میں پوچھا ہے، بات اسی میں یہ ہے کہ احمد زندگی کے راستے کشادہ کرتا ہے اور ہے احمدی زندگی کو خیز سے خیز تر ہادیتی ہے، میرے اور آپ کے درمیان ایک بے احتجاجی نہیں بیویا ہوئی، آپ نے بھروسہ بھجو سے بیویا اور امیں نے آپ سے خود روت ہی نہیں پوچھ لی کہ تو انکی باتوں پر جھپٹی جائے کیونکہ انکی باتوں پر جھپٹی جائے جس میں آپ کی پہنچ دیکھ لی جائے۔ خال صاحب جہاں آرائیکم پر میں نے اس نے غور نہیں کیا کہ جب آپ نے مجھے اپنے قدموں میں عزت عطا کی تو میں نے پورے اعتماد اور عطاوں کے ساتھ آپ کو اپنی زندگی کا امکنہ کھینچا۔ جب مجھے آپ خلاف کوئی بات ہو۔ خال صاحب جہاں آرائیکم پر میں نے اس نے غور نہیں کیا کہ جب آپ نے مجھے اپنے قدموں میں عزت عطا کی تو میں نے پورے اعتماد اور عطاوں کے ساتھ آپ کو اپنی زندگی کا امکنہ کھینچا۔ جب مجھے آپ خلاف کوئی بات ہو۔ خال صاحب اسے پیار بھری لگا ہوں سے دیکھتے رہے، پھر انہوں نے کہا۔ ”تمہاری باتوں کو ہم نے ہی تسلیم کر دیا تھا تو پھر قرب و جوار کی باقیوں کے بارے میں سوچنا کیا ممکن رکھتا ہے، میں آپ پہلی بھروسہ کرنی ہوں۔“ خال صاحب اسے پیار بھری لگا ہوں سے دیکھتے رہے، پھر انہوں نے کہا۔ ”پاکیزہ۔“ پاکیزہ۔

بپا احمد اپنے تجھرے کی بنا پر بیوی کا اور مہم لجھ میں بولی۔ ”میں آپ سے اس بارے میں او روئی سوال نہیں کروں گی یہ تو نکہ بہر حال آپ بہت بڑے آدمی ہیں اور میں اپنی ای خوش نہیں پر بھیٹھا، اس کوئی ہو جو جتنا طبقہ ایک مغلظہ بھی ہو جائے گا اور جھیں وہ مقام ملے گا جو جتنا طبقہ بھیکا جائے گا۔“

دورانِ ہم جھیں سیاست کے اور اگلے ایکشن میں جھین کھڑا کر دیں گے، تھا راحتی ہوتا تو خیر لازمی امر ہے، لیکن ہم کوشش کریں گے اس احتمال اور محنت کے مطے میں انتہے پر پہنچا جائے کہ تم تصور بھی نہ کر پا۔ ””جسے نہ اخماق خرچ ضرور دینجے گا خال صاحب کہ آپ کی خدمت میں بھی کوئی ہدایت نہ ہو۔“ خال صاحب پہنچے گئے تھے وہ اپنی آئے تو جان آرایا تھم جاہنگیر تھیں، پاکر زد کے ہونوں پر اپنے اس کے لئے ڈھمکی سکراہت ابھری تھی اور اس کے بعد اس نے اس سکراہت کو ہونوں میں دیا تھا۔ کامیابی اس کے ہم کے ساتھ تھی۔ جس چیز میں باہت خدا تھی اسی میں کامیابی اس کے ہاتھ پر جی تھی۔ خال صاحب نے اس سیاست سکھانے کی بات پر مقدمہ بھیں کی تھی، وہ خود بھی پچھلے بیٹھنے کے عادی نہیں تھے۔ ایکشن ہو پچھے تھے، وزیر اور درسرے عہد پیراران کی قدم بیوی کے لئے آتے رہے تھے۔ کسی کوئی وزارت بدلتے کی حاجت ہوتی تھی۔ خال صاحب اس پر گور کرتے اور اس کے بعد اسے کوئی ترکیب بتا دیتے۔ انہوں نے خیر طور پر پاکر زد کو اپنی اکادمیوں میں شریک رکھا تھا اور اسے تائے رہنے تھے کہ ان کے کوئے عمل سے کیا ہماری کوئی برآمد ہوئے کی تو اس کوئی ترکیب بتا دیتے۔ ایسا تو اپنے حسن کی سیاست سے وظیفی تھی، اپنے بیٹے میں وہ

۱۰۹

A composite illustration. In the foreground, a woman with long dark hair and bangs, wearing a blue dress with a red belt, looks directly at the viewer. In the background, a man with a mustache, wearing a grey suit and red tie, stands near a blue car. The scene appears to be set outdoors with some greenery.



کو یوایے۔ ”دیکھا تم نے اسے سیاست کئے ہیں، یہ وادی ہے جس نے بھی شہر میری چالیخت اگلی، آخر کار میرے تجہید میلیاں آتی رہیں، راما جبار کے ہوش میں آنے کے بعد خال صاحب نے پروگرام قبولی کرو یا تھا کہ کوئی سازش کر جیسا کہ تھا اور کہا تھا کہ میں جہاں سے بھی چاہوں چھین لیں گے اسکا ہوں۔ سی کے خلاف کوئی بھی ایسکی رپورٹ تیار کرو۔ پاکیزہ نے اس بات سے اتفاق کیا تھا اور کہا تھا۔“ بابا۔ میں کچھ عمل سے اس طرح کسی عمدہ سے میں آئے ہمیرے؟““ دشیر اور ملی کا محاذ میں ساقم نے اور یہ حقیقت بھی ہے کہ تمام دا ڈیجی سکھادھا اپنے آپ کو ختم کر لیئے کے گوئی آپ کو مجھ پر ایک اعتماد نہیں ہے۔“ پاکیزہ نے سوال کیا۔ یہاں خال صاحب بھی دھوکا کھائے تھے، آجھی سیاست کی بات کی گئی، پاکیزہ کو مجھ پر ایک اعتماد نہیں ہے۔“ اور اپاکیزہ کی آنکھوں میں اس وقت جو کچھ تھا وہ خال صاحب نہیں کھو چکا ہے تھے۔ انہوں نے ایک قہقہہ لکا اور بولے۔“واہا ہماری سیاست اگر ایک سہ ہوتگھر کو گھر کی بھائیں جا سکتی چلو چڑھو، اس وقت مخدان بنا ہو گا آپ چلتے ہیں۔“ اور اپاکیزہ کا سچاں چل چڑھے۔ پچھے مخاطنوں کی گاڑی آری تھی۔ خال صاحب اس خوبصورت موسم کی وجہ سے سرشار تھے۔ پاکیزہ کو کہا ہوئے تھے کہ اس طرف گولیوں کی بارش شروع ہو گئی اور لینڈنگ کروز کا ڈریج گولیوں سے چھلی ہو گیا۔ دو ٹھریکھا کرتا شادہ کر فرست کوئی جواب نہ ملا تو حقیقت کا لیکے چاروں طرف نکر گئے۔ لینڈنگ کروز کا ڈریج کی گئی تھی۔ جلد اور پھر فرست مار کر فرست کے صحن کی وجہ سے قربت عطا کی تھی وہ صرف سینی ٹھیں بلکہ ایک دلیر اور پر وقار مخصوصیت کی ماں ہے۔ پاکیزہ کے تر آئے۔ وہ مخاطنوں کی مدد سے انہوں نے سب سے پہلے لینڈنگ کروز کے فرائیوں کو کاٹری گھ سے ہٹایا اور اس کے بعد میں سراغ لگاتا ہے۔ میں اتر جاؤ اور ہیمارا رہو۔ شیرخان میں لینڈنگ کروز کی ڈریج گھ سیٹ سے خون صاف کر میں پکھ سراغ خشود ہوئے تھے لیکن نازک حفظ تھا اور مجن ہیں، ان دو افراد کو تاریخ گیا جو انہیں علاقوں کے رہائشی تھے، الیکٹریکی کام کرتے تھے۔ اپنے فون میں اپنی ماں بر سمجھے جاتے تھے یہ لوگ۔ پاکیزہ نے سوال کیا۔“ تم اپاکیزہ؟“

کو کہری تھی، ان بڑے لوگوں کی زندگی بھی تئی عجیب ہوتی ہے، نہ کسی کا خوف، نہ کسی کا تم، جو کوئی سوگزیری، گولیوں کے خال صاحب کی پیشانی پر جنکن بھی نہیں تھی۔ دونوں کے بعد دونوں کوئی فارم ہاؤس بھی نہیں گئے۔ اتفاق اسے اس وقت پا کیں وہت زیادہ لگ کیا، ملا قاب اپنا تھا کہ ہم خاص شکل میں گرفتار ہو گئے تھے، لیکن خان جی، احمد حملہ آوروں کا مرخ نکلتے تھے گئے تھے اور کل اگر یہ کیا جائے گا۔ ”کل گروہی، رانا جبار کے ذریعے ہے؟“ ”جی، خان جی۔“ ”ہوں، تھک ہے جان سوچ میں ڈوب گئے تھے، پا کیزد خاموش نگاہوں سے خال صاحب کا چہرہ دیکھ دیتی تھی اپنے دیر کے بعد خال صاحب کے شش شال ہو گیا۔ برسر اقدار کی ہے۔ اس وقت اگر ہم راستے سے ہٹ جاتے ہیں تو ہمالاں علاقوں میں رانا جبار کا مدعا مقام لیکن اپنے دیکھ ترمذان کیلئے اس نے ہمیں ہی راستے سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ پا کیزد اون کہری ہوں رون رونی ہوا سے سیاست کا گاہ رکھ کر کہاں سے اسے فائدہ حاصل ہو سکتا ہے۔ ”پا کیزد خاموش نگاہوں سے خال صاحب کو دیکھ ری تھی۔ فارم ہاؤس سوچ میں رامراہ اور وہ بارے والیں جمل پڑے، جو کی کش و روز جوں کے قتل تھے، پا کیزد خوشی میں، قین، قین، گی، آس صاحب کے کا کر کھلکھل کر، جو رترٹیشن کے اسٹار تھے۔ ”جسچے ہے حالے کے آس رقت خاتمِ حمد ہوا ہے خان، گی، آس

میتوهم تم ناکس پنچھی مل رہا ہے تا۔“ خال صاحب نے پر محنت لجھ میں کپا اور راتا جیئے گیا۔“ بی دعاوں کا سہلارا ہے خال صاحب کے اور پر قاتلا رحلہ ہوا ہے، ہم نے تو کسی کے تذکرہ نہیں کیا۔“ نہیں خان کی وہ آپ کے کوئی پنچھے تھے، مکون پیش کرنے والے، انہوں نے ہمیں بتایا کہ خان بی پر قاتلا رحلہ ہوا ہے اور وہ نشانات خالا کرتے ہوئے یہاں تک پہنچے ہیں، خان جی کی علت ہمارے ذمیے سے ہو، بعد میں پڑھا کہ وہ صرف کھو جوں کا خال تھا، نشانات تو اور اور بھی گئے ہوئے تھے۔ کراس کی گروں آسانی سے کاٹ سکتے ہیں، ہمیں اس کا اختیار ہے، میں وہی بات رہے رانا جبار کر کوئن دوست سے بہتر شکوں کا کام زیادہ پیو کر ہوتا ہے، ہمیں دلخی کا ہر لیٹا آٹا ہے اور جب ہم اپنے دشکی گروں پر کاموں کا رکھتے ہیں تو اس تجاد د کی سرچ میں بچوں کو رکھا۔“ اسی ہی بات سے رانا جبار، جس نے بھی رحلہ ہم رکراہے تب تینیں کرو، وہ جاہری انگلی

کھانے کیلیں لیتے وہ، مار دیا ہم نے اسے تو کیا فائدہ؟” رانا جبار بہت دریک بیٹھا رہا، اس کے بعد اجازت لے کر فاسی آدمیوں کو طلب کر لیا تھا۔ تین خان اور زاہد شاہ خال صاحب کے سامنے پہنچ گئے، خال صاحب غور سے ان کا چہرہ دیکھا۔ خال صاحب کو دیکھتے گئے، پھر انہوں نے گرد جھکا کیا۔ ”جنی خان وہ رانا جبار صاحب نے ہمیں دیکھا تھا، پوچھ جائے ہیں۔“ میں تو عام طور سے معاف کر دیجئے کا عادی ہوں اور کیا بتایا تم رانا جبار کو۔ ” ہم جی اور کیا بتاتے اے؟“ کیلے کی کایا جائے اور ہم زیادہ لے بھجوئے پانے کے عادی جیسیں ہیں۔ دلا اور یہ دلوں ہمارے غدار ہیں اور جھیں مصلحتیں گے۔ حقیقی حق کروئے لئے خان صاحب نے رخ تبدیل کر لیا تھا۔ دلا اور اس کے آہنی ان دلوں کو دیکھتے ہوئے یا ہم خفاف ہمیں۔ پاکیزہ نے جب ان سے سوال کیا کہ اکابر رانا جبار کے لئے کیا کیا جائے گا تو وہ پس کر دی۔ ”بھعن لوگ۔“

کھلا تھا جس پر کافی دنوں سے لے دے ہو ری تھی۔ پر میں کے افراد اس سلسلے میں شمشیر احمد خاں کی رائے معلوم کرنے تھے، بڑے خوبصورت نقوش کی ماں لک، چہرے پر دنہانت رپتی ہوئی، ہونتوں پر ایک درستی شوخی کی سکراہت، یا ایک پر ”می..... ان کا نام پا کرہے ہے۔“ ”عفاف بکھیجے گا، آپ کی بیجا تات میں ان کا بھروسہ کونا ہے؟“ خال صاحب نے چکر لٹڑ کی کا جائزہ لیتے ہوئے کہا۔ ”چوختا نہیں ہے، آپ سیاسی سوالات کے بجائے ہمیں ذی ایتات پر کیوں آئیں؟“ ”میں“ ”میں“ تو کوئی وقت سیرے گئے ہمارے ساتھ چاہے چیزے۔“ ”میں دل و جان سے یہ دعویٰ قبول کرنی ہوں، کیا آپ سے شروع آؤں گی،“ میں ایک سحر ہے آپ کی شخصیت کا اور میں ہمیں بہت سے لوگ آپ کی ذائقی زندگی کے بارے میں تو میں اپنی ذائقی زندگی کو امام کے سامنے لانے کا شوق نہیں تھا، ہمچنانچہ اپ رحمت نہ بکھیجے گا۔“ اور اگر میں آپ سے کہوں میں مسکراتے ہوئے کہا۔

لڑکی نے کاوت بھری تھا ہوں سے خال صاحب کی تھا بھی اس پر جرم کر رہی۔ بہت دلکش تھی جو دلکش تھی، کھل کر اس کا سارا وجہ سکراہت تھا۔ بہت آئا تھا، خال صاحب کو اس کا تکمیل دیا گئا، اسکا نام دیا گئا، جو بھی تھا۔

آرام اور آسائش تو ابھا کو کچی تھی، پورے گھر کو، احتشام الدین کو، بھی کواس کی اس جیت سے زبردست فائدے کے بڑوں کو خدا رہیں گئی تھی، لیکن خال صاحب جیسے شاطر آدمی کے ساتھ کوئی کھل کیلئے مشکل ترین کام تھا۔ ایک ایک دن کارکر کرنی رہی تھی لیکن عظیم الشان ٹکارگاہ میں اس کا کوئی اسکرپٹ نہیں ہوا کا تھا، خال صاحب کی فطرت کا اس نے تجھی پا گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے والوں میں سے ہیں، بے شک اس وقت اس کی پنچ چھ گھی ہوئی ہے، لیکن یہ پنچ کسی کی تھیں اور پھر چند ہی روز کے بعد خال صاحب نے اس کے کہا۔ ”میں ایک اہم مسئلے پر صاحفوں کو دعوت دینا چاہتا ہوں میرے دعوت بن جاتے ہیں۔ کیا خیال ہے؟“ بہت اچھا خیال ہے یقین کی اہم سکے پر ہی آپ نے انہیں مدعا کیا ہے۔ اسے اصل بات تھاتے کے بجائے گول مول الفاظ میں ٹال دیا تھا اور پا کیزہ کا شیر یقین کی منزل کی جانب پہل پر کر دیئے۔ پھر پا کیزہ کو لے کر وہ حال اک فارم ہاؤس میں آتی جگہ تھی کہ کسکے درمان چل جائی تو روشنیاں،

جن کی تھی بلا خرپا کیزہ نے سوال کر ہوں گے۔ ”انہیں تو ہم اندر بھی سے پیار ہے اور دکھوئی سب کچھ کتنا تھی۔ مخالفوں کی آمد کا وقت آگیاء، اور پاکیزہ اپنے لئے فکار لالش کر دی تھی۔ صحافی بچارے اپنے ہی مسائل کا غفار ہوتے ہیں، پاکیزہ کو ان میں کوئی ایسی شاہزادی تھی جو اس قام ہاؤس کے ایک ایک چیزوں کو یک جگہ سے منحوم لے ہوئی تھی۔ ”بات اصل میں یہے خالی چال کے دریا کیا ہے، یہ فارم ہاؤس مجھے یوں لگ رہا ہے جیسے میرے کسی خواب کی تجیری ہو۔” آپ کی عمر خوب دی خواہوں کی تجیری ملتی ہے اور بعض لوگوں کو اس طرح مل جاتی ہے چیز آپ کو۔ ” مجھے میرے خوابوں کی تجیری انہیں جانا کیک معمولی سے گرانے کی لڑکی ہوں، اخبار میں ملازمت کرتی ہوں اور میں، اور انداز بھی معافی چاہتی ہوں، بہت تھی۔ ” ”جس کا اک وقت مختین ہوتا ہے، آپ جائز ہو اسے اخبار کی تقدیر ملے گا تھا۔” ”میں۔ اک معمولی و

بڑی تھی۔ یہ پیش کرنا پڑا۔ میرے بھائیوں نہیں رہتے۔ ہارون شاہ نے گیری مکراہت کے ساتھ شیخ احمد خاں کو دیکھا تھا، شیخ احمد خاں نے کہا۔ ”کیا نا۔“
شہزادات مل جائیں گے۔ میں اس کی بہادت کرت دوں گا۔ اس کے علاوہ اس کی جو مخلکات ہیں اس میں اس کی بھائیوں کی مدد بھی
ہو جائے گا۔ آپ اس پر ہماری پارٹی کا لیلے بے شک نہ لگائیں، میں ہم بھرپور کو دیکھ دیں۔ ””میرے ایڈیٹر صاحب
کہ ہم زیادہ تر آپ کی پارٹی کو فلیٹش کرتے ہیں۔ ””تو ہم سب ہارون شاہ، آپ اس وقت بلکا اسے میری پارٹی نہ لے کر
ہر لفڑی تھی ہوتا ہے خال صاحب، کم از کم اتنی معلومات مجھے حاصل ہیں کہ آپ کسی کے سوچ کو کہتے ہیں وہ کہ دیا کرتے ہیں
نئے سینا گئی تھیں۔ ہارون شکر ادی۔ دوسرے پاکستان کی لادوں کو دیکھ رہی تھی۔ خال صاحب ہارون شاہ
مرضی کی ماں کو ہوں، میرے ایڈیٹر صاحب جانتے ہیں کہ میں ایک ہوں۔ باک صفائی ہوں۔ ””تو ہم میرے اس
آپ نے زمین پر جنت ہاؤالی ہے۔ ””خال صاحب بنتے گئے تھے۔ بہر حال جب بک یک انفراس جاری رہی۔ خال صاحب
اب تک اپنا مقام حاصل کئے ہوئے تھی، لیکن اس نے بھی میں سوچا تھا کہ اس کے بعد بھی ستاروں سے آگے جہاں اور
ارہاں نے سوچا تھا کہ خال صاحب کی گرفت کے لئے لکھا جائے گا، البتہ وہ اس اقتدار کیں چھوڑ جائی تو یہ خال

رہا ہوں۔ ” ” راتا صاحب میرا نام پا کیزہ ہے، آپ کو ضرور یاد ہو گا۔ ” ” اوہ تو تم صاحب، بھلا آپ کا نام میں یاد نہیں رہے راتا صاحب میں ان دوں احتشام الدین صاحب کے پاس آئی ہوں۔ آپ کے پاس اگر کچھ وقت ہو تو آپ تھان یا ماموں احتشام الدین کے علم میں بھی نہیں۔ ” ” راتا جبار کچھ لمحے خاموش رہا۔ پھر بولا۔ ” ” جیسا حکم، لیکن کب اور سب کی شہر تو ہو گا ہی؟ ” ” باں کیوں نہیں۔ ” ” آپ جب یہاں آجائیں تو مجھے موبائل پر رنگ کروں میں آپ کو وقت بھی چند روز یہاں ہوں آپ کے فون کا انتخارات کروں گی، خدا حافظ۔ ” ” یہ کہ کر پا کیزہ نے فون بند کر دی۔ راتا جبار نے دو میں جاتے ہیں جیاں تھم ایک محظوظ ملاقات کر سکیں۔ ” ” ادھر گھر ہے یہاں۔ ” ” ادھر گذک پاں؟ ” ” میں خود آپ کو لینے فوڑا جاؤں گی۔ آپ خود میں میں اس ملاقات کو خفیر رکھنا چاہتی ہوں اور آپ مجھے لینے آ رہے ہیں۔ ” ” راتا جبار شرم مند احتشام الدین کے باں بھی دوستی کا رسی موجود نہیں، ایک احتشام الدین کی دوسری خوبی کیزہ ہی۔ لیکن پا کیزہ ایک رکش کر گئی جائیں چج دعا۔ ” ” پا کیزہ نے سکراتے ہوئے کہا۔ راتا سے دیکھتا رہا گیا تھا۔ پھر وہ بڑے احترام سے پا کیزہ کو دعا کر رہا ہوں۔ کچھ نہیں بولیں لیکن اتفاقوں کی قبولیت جو ہی بھی مجھے پہنچنے سے لمحے جو کہنا ٹفر کا سدھ۔ ” ” جی تیرچ

ان علاقوں میں بھی ایکش نہیں چیتے ہیں آپ نے کہی ہست نہیں ہاری آپ بھی جانتے ہیں اور میں بھی کہا یا لکھن خال صاحب کے۔ پاکیزہ نے کہا۔ ”جی۔ راؤ انور حکیم پرچکے پھر مرے سے خال صاحب سے مرکش کرنے لگا تھا۔“ بالکل میکی بات ہے آپ پر کلکایا گیا۔ اس طرح خال صاحب آپ کو میکی پاری میں مثالی ہونے پر مجبور کردی اور واقعی ان کیلئے یہ مشکل کا

طریق موت کے گھات اڑا وادیں جس طرح راؤ فخر کو زندگی سے محروم ہوتا پڑا ہے اور اس کی موت کا الزام کسی پر بھی لگا دیا جائیں کرتی ہیں کہ میں نے راؤ فخر کو نہیں مر دیا۔ ””میرے تسلیم کرنے والے کرنے سے کچھ نہیں ہوتا، آپ نے خود یہ بھی چاہتا ہوں کہ اقتدار میں رہوں اور یہ چانتا ہوں کہ اگر میں پارٹی میں شامل شد تو اتنا نہ ہو کہ اور نہ اقتدار میں رہوں۔ پھر میں کہاں تک نہیں پہنچ سکتا؟ ””میک کہاں تک صاحب؟ ””کون ہے وہ؟ ””آپ؟ ””راج جبار نے کہا۔ ””میک کہتے ہیں کہ کھامیں کی کوشش کی کا ایک ایسی یوہی ثابت ہو گکوں، اور جب انہوں نے میرے ساتھ ہمیں سیاسی دادا ڈیکھ کیلئے شروع ہے اب بھجو واقعیت حاصل ہو گکی ہے، مثلاً یہے کہ اگر اقتدار میں آتا ہے یا رہتا ہے تو سب سے پہلاً اپنے سیاسی حریفوں کی رنگوں دریں، راجا جبار جیسا کہ میں تھیں قائل نہیں ہوں، ہر کام کو دی پوک ایک کرتا جانا ہتھی ہوں تو میں صاحب اپنی وقت کھوئیں، زندہ وہ کریا مرکر، لیکن جانتے ہو یہ کام اتنا آسان نہیں ہے، مشکل کام کو ہم بڑی ذہانت اور دہما، پھر اس نے کہا۔ ””میکم صاحب اپنی بحالت مجھوں پارٹی میں شامل ہوا ہوں اور اس میں میرا سماں کیری برداز گل جب سے میں نے ماری کی کریخت تقویٰ کی، میرا حرام کرنے والے بچے نہیں تھے میرا بندہ ہوں دے سکتے گے ہیں اور

سے لاعلم نہیں ہیں کہ میں دل سے انہیں پسند نہیں کرتا، تھکن صاحب میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہو سکتا ہے آپ کے ذریعے وہ قسم تر کے کہا تھا کہ کیا میں آپ کو لیتے آجاؤ تو میں تیر سوچتا تھا کہ یہ آجی زیادہ عقل مند نہیں ہے، لیکن آپ کے ان الفاظ اُن کے جاؤں کی حیثیت سے یہ بات میں کرہی خود مرے دل میں بھی یہ خواہ موجود ہے، سچے میں اپنی روحی یا اپنی
ویکھنے، بہر حال دل تو بیکھر سر اُن کو اکل کہنے کو چاہتا تھا اور چاہتا ہے، لیکن یہاں یہ مری مجبوری ہیرے ساتھ ہے، اگر باہر
بھی نال صاحب پر ہو تو یہ بات میں بکھلوں گی کہ وہ آپ کی زبانی ان تک پہنچی اور اس کے بعد میں آپ کی دلختن بن جائی
جبارشی خرچا ہوں سے پاکیزہ کو دیکھتا رہا تھا، پھر اس نے کہا۔ ”مُحیک ہے تھکن صاحب میں کسی شکی طریقے سے آپ
ماننے کو تیار ہوں، وہ فیدمیں صرف سیر اخفاخ ہے، آپ مجھے تھوڑا ساموون ضرور ہیں گی۔“ ”مُحیک ہے۔“ پاکیزہ
گلگت گا۔“ اور پکھ۔“ پاکیزہ نے مسکرا کر کہا۔ رانا خاموش ہو گیا تھا۔ اس نے رکش کیلئے پاکیزہ کے ساتھ باہر آنا چاہا، لیکن
سے اب بھی شیر تھا کہ پاکیزہ اس سے مغلص ہے یا باید اپنی شیر احمد خاں کی کوئی جال ہے۔ وہ جاننا چاہتے ہیں کہ رانا ان
کو جہاں سر کیلکٹ کے سماں سے سمجھ کر نکال دے۔

ہارون شیخ احمد خاں کی حوالی میں داخل ہو گئی۔ خاں صاحب نے اس کا خیر مقدم کیا تھا۔ ”آپ تھا آئی ہیں۔“ آپ
میرے آئندہ میں کی توہین نہ کریں۔“ سوری میں سمجھائیں۔“ آپ میرا آئندہ میں ہیں۔ آپ کا حکم طاکری میں اجاؤں اور
کے بعد میں نے اور کچھ نہ سوچا۔ خاں صاحب غور سے اسے دیکھتے گئے تھے۔ پھر انہوں نے کہا۔ ”اس اعزاز کا صلسلہ
جنابِ محظی“ اور ”تو اک طرف اشاد کا اور خلاصہ راجح جواب“۔ مجھے سمجھا، فرمایا۔ ”کارخانہ ایک کارخانہ“

